THE SENATE OF PAKISTAN DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, August 24, 2004

1385th (~~15th~~ Session)

Volume VIII No. 3

(Nos 1-3)

Re-numbering vide letter No.F.5(5)/2016-LegisVol-II dated 29.4.2016.

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran.....	1
2.	Points of Order:	
	i) Re: Denial of 15% increase to Balochistan Government employees.....	2
	ii) Re: Acceptance of European Union for Indian atrocities in occupied Kashmir	3
	iii) Re: TA/DA for candidates appearing in Federal Government jobs.....	4
	iv) Re: Policy for repayment of Foreign debts.....	5-6
	v) Re: Rise in price of locally manufactured vehicles.....	7-8
	vi) Re: Local debts with reference to Balochistan.....	9-10
	vii) Re: Compensation for dam affectees.....	11
	viii) Re: Operation of flight to Makran.....	12.13
	ix) Re: Release of funds for Members.....	14-20
3.	Resolutions:	
	i) Re: Formation of Special Committees on Balochistan.....	21-22
	ii) Re: Land Mafia in Housing Schemes.....	23-31
4.	Leave of Absence.....	32-33
5.	Further discussion on Motion under Rule 194 Re: Iraq Situation.....	34-51
6.	Brief Statement of Minister Re: Rise in prices of vehicles.....	52-80
7.	Joint Resolution of the House on Iraq Situation.....	81
8.	Discussion on motion Re: Price hike in the country.....	81-106

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, August 24, 2004

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad , at eleven in the morning with Mr . Chairman (Mr . Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکتہ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنتہ التی کنتم توعدون ٥ نحن اولیٰوکم فی الحیٰوۃ الد نیا و فی الاٰخرۃ و لکم فیھا ما تشتھی انفسکم و لکم فیھا ما تدعون ٥ نزلا من غفور رحیم ٥ و من احسن قولا ممن دعا الی اللہ و عمل صالحا و قال اننی من المسلمین ٥-

(ترجمہ) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے اور کہیں گے کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور یہ بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی تمہارے رفیق ہیں اور

وہاں جس نعمت کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لیے موجود ہوگی۔ یہ بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے اور اس شخص سے بات کا اچھا اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔

(سورہ حٰم سجدہ آیات 30 تا 33)

جناب چیئرمین، جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللّٰھم صلی علٰی محمد و علٰی آل محمد۔

I will read the applications. Before that I will just recap that we have agreed on two points. One was that we will adjourn at 12.30 P.M and reconvene at 3.00 P.M. We will discuss the price hike in the afternoon session and then prorogue at five 'O' clock.

I will read the applications but there were two points I think

بنگزئی صاحب آپ کا کوئی point تھا

POINTS OF ORDER

RE: DENIAL OF 15% INCREASE TO BALOCHISTAN GOVT. EMPLOYEES.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ سب سے پہلے میں Leader of the House کی توجہ اس جانب متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ مالی سال 2004-5 کے بجٹ میں ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے چاروں صوبوں بشمول وفاق تنخواہوں اور پنشنوں کے allowances میں 15% اضافے کا اعلان کیا تھا۔ تینوں صوبوں میں تو یہ مل رہا ہے اور وفاق کو بھی لیکن بدقسمتی سے بلوچستان کو آج تک اس اضافے سے محروم رکھا گیا ہے جس کی میں شدید طور پر مذمت کرتا ہوں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ جو ہمارے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک کر رہے ہیں نہ کریں کیوں کہ آخر ہم بھی اسی ملک کے وفاق کی ایک اکائی ہیں۔ ہمارے

قوم پرست اگر بیچارے روتے ہیں تو ان کے رونے سے میں 100% متفق ہوں۔ یہ کیا سلسلہ ہے؟ بلوچستان وہ واحد صوبہ ہے جس کو اس کے حقوق سے محروم رکھا گیا ہے جب کہ مرکزی بجٹ میں باقاعدہ طور پر یہ اعلان کیا گیا تھا۔ اس میں یہ نہیں تھا کہ بلوچستان کو نہیں دیا جائے گا۔ اب میں ان سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ہماری بات کو ذرا آگے پہنچا دیں۔ بلوچستان کی حکومت اس وقت بھی over-draft پر چل رہی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وسائل سے' دولت سے مالا مال ہوتے ہوئے بھی ہم اس طرح کشکول لیے پھرتے رہیں' کبھی ایک وزیر کے پاس' کبھی دوسرے وزیر کے ساتھ' کبھی وزیر اعظم کے پاس' کبھی گورنر صاحب کی منتیں کرتے پھریں۔ ہمیں کم از کم حقوق تو دیے جائیں۔ اس وقت پورے ملازمین میں تشویش کی ایک لہر دوڑی ہوئی ہے اور صبح' شام وہ ہمیں ٹیلیفون پہ ٹیلیفون کرتے رہتے ہیں کہ جی یہ کیا مسئلہ ہے۔ جناب! میں کل بھی اسی بات پر point of order raise کرنا چاہتا تھا لیکن مجھے ٹائم نہیں دیا گیا۔ میرا point of order یہی ہے۔

جناب چیئرمین، خورشید صاحب آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

Re: ACCEPTANCE OF EUROPEAN UNION FOR INDIAN ATROCITIES IN OCCUPIED KASHMIR.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں اور چونکہ آج جیسا کہ ہم نے اتفاق رائے کیا ہے کہ دو sessions کر کے ہمیں اس session کو ختم کرنا ہے' اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آج کے اخبارات کے اندر جو بڑی اہم ایک چیز آئی ہے اسے لیا جائے اور وہ یہ ہے کہ یورپین کمیشن نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ Occupied Kashmir میں پندرہ افراد روزانہ زیر حراست شہید کیے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ برابر فوج کشی کے ذریعے سے روزانہ پانچ' دس' پندرہ' بیس افراد شہید کیے جا رہے ہیں۔ یورپین کمیشن کا یہ اعتراف officially بڑی اہم development ہے اور میں یہ چاہوں گا کہ حکومت پاکستان اس معاملے پر کھل کر بات کرے' احتجاج کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ Foreign Office سے جو کشمیر کے اوپر briefing ہو رہی ہے وہ بڑی muted ہے جب کہ آج جن CBMs کی ضرورت ہے وہ

گاڑیاں چلانا اور soft border نہیں بلکہ کشمیر میں جو ظلم ہو رہا ہے اس کو رکوانا، فوج کی وہاں سے واپسی، خاص طور پر custodial killings جو روز افزوں ہیں، نہ ان کے اوپر موثر احتجاج ہو رہا ہے اور نہ اس پر وہ composit agenda ہے۔ وہ کیسے بنایا جا رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ایوان کے ذریعے سے، آپ کے توسط سے، حکومت کو متوجہ کروں اور Foreign Office کو متوجہ کروں اور خاص طور پر Prime Minister صاحب کو متوجہ کروں کہ یہ ہمارے لیے بنیادی اہمیت کا معاملہ ہے۔ آپ خود اسے بار بار core issue کہتے ہیں۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ معاملات ٹھیک نہیں ہو سکتے جب تک یہ issue حل نہیں ہوگا لیکن جس بے دردی سے وہاں ظلم کیا جا رہا ہے، جس طرح human rights violate کیے جا رہے ہیں، جس طرح custodial killings کی جا رہی ہیں، یہ وہ چیزیں ہیں جن پر ہمیں موثر احتجاج کرنا چاہیے اور عالمی رائے عامہ کو mobilize کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں European Commission کا یہ بیان ایک اہم چیز ہے جس پر ہمیں اپنی foreign diplomacy بلکہ aggressive diplomacy کو فروغ دینا چاہیے۔ یہ ایک نکتہ ہے جس پر میں چاہتا تھا کہ متوجہ کروں۔

جناب چیئرمین، جی ڈاکٹر صاحب۔

RE: TA/DA FOR CANDIDATES APPEARING FOR FEDERAL GOVT. JOBS.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم، جناب چیئرمین! آجکل provincial harmony کی بات ہو رہی ہے جو کہ وقت کی ضرورت بھی ہے۔ اس حوالے سے میں آپ کی توجہ ایک اہم عوامی مسئلے کی طرف دلانا چاہوں گا۔ جناب! جو Federal Government کے تحت jobs advertise ہوتی ہیں اور اسی طرح کچھ autonomous bodies کے تحت بھی، ان jobs کے لیے apply کرنا چاروں صوبوں کے لوگوں کا حق ہے مگر دیکھا یہ گیا ہے کہ ان اشتہارات پر ایک تاریخی عبارت بھی لکھی ہوتی ہے، "no TA/DA will be allowed" اب یہ جو interviews conduct کیے جاتے ہیں جناب! یہ زیادہ تر اسلام آباد یا لاہور میں conduct کیے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے بلوچستان، سندھ اور سرحد کے جو دور دراز علاقے کے لوگ ہیں انہیں ان

interviews کے لیے آنے اور اس میں compete کرنے کے لیے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ یا تو اس پالیسی کو review کیا جائے اور ان کے لیے TA/DA کا بندوبست کیا جائے تاکہ وہ بھی ان میں participate کر سکیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جو مختلف provincial capitals ہیں وہاں پر اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ وہ interviews وہاں پر بھی ہوں تاکہ چاروں صوبوں کے لوگ جو اس میں participate کرنا چاہتے ہیں وہ اس میں participate کر سکیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی اس پر بات ہوئی ہے۔ وسیم سجاد صاحب! یہ جتنے points discuss ہوئے ہیں if you will please convey them to the Government. This is an issue which was raised earlier also and this is very pertinent that it will save the cost and I think it will also have a better sense of participation. Yes, Bhinder sahib.

RE: POLICY FOR REPAYMENT OF FOREIGN DEBTS.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، میں جناب کی وساطت سے اس ایوان میں ایک گزارش پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جناب کو معلوم ہے اور سارے ہاؤس کو بھی معلوم ہے کہ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ بیرونی قرضہ جات ہیں۔بیرونی قرضہ جات 33 ارب ڈالر کے قریب پہنچ چکے ہیں اور ان کی re-payment کے لیے، کم از کم مجھے معلوم نہیں کہ کبھی کوئی پالیسی یہاں اس ہاؤس میں آئی ہو کہ ہم نے وہ کیسے ادا کرنے ہیں، کس طرح ادا کرنے ہیں اور کس طرح ان کی mechanism ہونی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام budgets آتے رہیں گے، پاس ہوتے رہیں گے، جاتے رہیں گے لیکن جب تک ہم بیرونی قرضہ جات کے بوجھ سے نجات حاصل نہیں کریں گے، پاکستان کی معیشت ترقی نہیں کرسکتی۔ میری تجویز یہ ہے کہ یہ ہاؤس Finance Committee کو، میں اس سلسلے میں کوئی الگ کمیٹی نہیں چاہتا، ماشاء اللہ ہماری Finance Committee میں بڑے stalwarts ہیں، جناب اسحٰق ڈار صاحب ہیں، پروفیسر خورشید صاحب ہیں، تو میں یہ چاہتا ہوں کہ Finance Committee ایک جامع proposal اور ایک جامع

تجویز ہاؤس کو پیش کرے کہ foreign debts کو five years کی term یا اس سے زیادہ میں کیسے ہم re-pay کریں گے؟ ہم اپنے resources کو کیسے استعمال میں لائیں؟ ہم privatization کے عمل کو کس طرح موثر بنائیں تاکہ ہمیں اس سے نجات حاصل ہو سکے۔ یہ ہاؤس اجازت دے کہ Finance Committee اس سلسلے میں اپنی ایک جامع اور واضح رپورٹ اس ہاؤس میں پیش کرے۔

جناب چیئرمین، یہ بڑی اچھی تجویز ہے بھنڈر صاحب۔ I think اس میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ Finance Committee کے ممبران اس بات کو take up کریں۔ ایک کمیٹی پہلے Ministry of Finance نے' اس پر کافی کام ہو چکا ہے تو اس تجویز کو بھی دیکھیں اور ان کے ساتھ coordinate کریں۔ It is a very good suggestion کہ ایک strategy ہونی چاہیے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب! وہ بیشک حکومت کی کمیٹی ہو لیکن میں---

جناب چیئرمین، نہیں، نہیں' ہاؤس کی ہونی چاہیے' بالکل۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جو talent ہمارے پاس ہے جناب' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں جو report ہو گی یہ ملک اور قوم کے لیے ایک مفید report ہو گی۔

جناب چیئرمین، جی عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب چیئرمین! بھنڈر صاحب کی طرح میں بھی Finance Committee کا ممبر ہوں اور میں بھنڈر صاحب کی اس تجویز کو تہہ دل سے welcome کرتا ہوں - یہ مسئلہ صرف foreign debts کا نہیں ہے بلکہ ہمارے domestic debts بھی اس وقت تقریباً ایک trillion سے اوپر چلے گئے ہیں اور جیسے حکومت بار بار یہ کہتی رہی ہے کہ we are sitting on a debt time bomb. تو واقعی are sitting on a debt time bomb پچھلے دنوں جو کچھ بھی ہوا ہے' ایسے events آئے ہیں جس کی وجہ سے آپ کو تھوڑا سا relief ملا ہے لیکن اگر آپ اس relief کے حوالے سے یہ سمجھنا شروع کر دیں کہ ہمارا جو debt profile ہے اس میں کوئی substantial تبدیلی آئی ہے تو میں اس سے بالکل disagree کرتا

ہوں۔ Debt profile میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ میں بھنڈر صاحب کی اس تجویز کو welcome کرتا ہوں اور اگر وہ Finance Committee میں یہ چیز اٹھانا چاہیں تو ہم ان کا بالکل اس مسئلے پر ساتھ دیں گے۔ I would like to propose کہ گورنمنٹ کے ساتھ ہم بیٹھ کر بات کرنے کو تیار ہیں کہ کس طریقے سے اس ملک کا جو debt ہے it is bursting out وہ کس طرح کم کیا جا سکتا ہے۔ میں بھنڈر صاحب کی اس تجویز کو welcome کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، یہ بڑی اچھی بات ہے کہ اس مسئلے پر سب کے خیالات میں ہم آہنگی ہے اور یہ بہت اہم چیز ہے۔ کچھ اقدامات کیے گئے ہیں۔ اس کو اور strengthen کر کے آگے بڑھایا جائے تو I think the Finance Committee should take it up جی اکرم صاحب۔

RE: RISE IN PRICE OF LOCALLY MANUFACTURED VEHICLES.

سینیٹر محمد اکرم، شکریہ جناب چیئرمین۔ میں آپ کی وساطت سے اس floor پر ایک دفعہ پھر ایک انتہائی اہم مسئلے پر آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ پاکستان میں Automobile Industry سے منسلک ہے جس میں عوام بلکہ ہر طبقے کے لوگ مشکل سے دوچار ہیں، ایک دفعہ پھر local manufactured گاڑیوں کی prices market کے اندر بڑھ گئی ہیں بلکہ ان کے standard rate بھی دوبارہ بڑھ چکے ہیں in addition to the "own" money which they are demanding. ہم نے اس مسئلے پر Committee کے اندر بھی Minister Sahib کے ساتھ discuss کیا تھا اور members کو Committee کو یہ assurance دی گئی تھی کہ اس کے اوپر ایک جامع قسم کی پالیسی تیار کی گئی ہے اور recommendations Prime Minister Sahib کے پاس گئی تھیں۔ اس بات کو almost چار مہینے کا ٹائم ہو چکا ہے اور اب تک کسی قسم کی کوئی 'improvement' گاڑیوں کی on time delivery پر نہیں ہوئی ہے اور نہ prices پر کوئی action لیا گیا ہے۔ نتیجتاً اس وقت اس ملک کے جتنے لوگ ہیں جنہوں نے گاڑیوں کے لیے پیسے دیے ہوئے ہیں اور یہاں تک کہ میں نے

اس پر بھی Minister Sahib کی توجہ دلائی تھی کہ نہ صرف گاڑیاں late deliver ہو رہی ہیں بلکہ یہ بھی ہے کہ گاڑیوں کے پیسے advance میں اکٹھے کیے جا رہے ہیں۔ اس کے نقصانات سے بھی ان کو آگاہ کیا گیا تھا کہ ایک تو لوگوں کا پیسہ بلاک ہو رہا ہے اور دوسری طرف خدا نخواستہ اگر وہ bankrupt ہو جاتے ہیں' default میں چلے جاتے ہیں تو یہ ایک بہت بڑا scandal بھی بن سکتا ہے۔ میں اس میں جانے کی بجائے صرف اس بات پر زور دوں گا کہ فوراً concerned Ministry اس پر کمیٹی کو کوئی وقت دے۔ ان کی سفارشات کو consider کرے اور local car assemblers کو اس بات سے آگاہ کرے کہ ایسی situation میں عام لوگ بہت بری طرح پریشان ہیں۔ عام عوام کیا' میں نے دیکھا کئی Senators اور Parliamentarians بھی پریشان ہیں ' ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ آپ کے توسط سے میں اس مسئلہ پر توجہ دلانا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین ، اکرم صاحب آپ کمیٹی میں Minister Sahib کے ساتھ بھی discuss کریں' بات کریں I think he is fully empowered مجھے یہ ملے تھے تو میں نے یہ suggest کیا تھا آپ اور ہمارے جو Standing Committees کے چیئرمین ہیں Commerce کے اور Communications کے' آپ کے ساتھ جا کے visit بھی کریں جو certainly وسیم صاحب باقاعدہ تو one or two companies are mentioned will pass it is also in a committee, we should call the چونکہ it on to the Minister but ministry on issues and discuss with them so that at least there is concerted and coordinated effort.

سینیٹر محمد اکرم ، چیئرمین صاحب! میں بڑے افسوس سے کہنا چاہوں گا کہ ہم نے ایک کمیٹی میں اس معاملے پر کافی زور دیا تھا۔ اس کے باقاعدہ minutes تیار ہوئے ہیں' یہ on-record ہے کہ members نے اس عوامی مسئلے پر ان کی توجہ دلائی تھی اور اس کمیٹی کے اندر صرف یہ کہہ دیا گیا تھا کہ اس میں کچھ نہیں کیا جا سکتا This was upto the Prime Minister to decide what he wants to do. Secondly اس کے بعد subsequently

کافی meetings request کی گئی ہیں جس پر Minister Sahib نے اپنی presence پر regret کر لیا اور کہا کہ he is not available. He has been travelling for the last three months اور ابھی بھی یہ بات record پر ہے' آپ چاہیں تو میں اس کی کاپی دے دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، نہیں میں ابھی Minister Sahib سے بات کروں گا۔ یہ بات اس حد تک کہ cabinet کی کمیٹی تھی تو it is not just for the department to change it because there was a Cabinet Committee and Cabinet decision on it. They will have to refer back to the Cabinet but their presence, I will talk to them and we will have a mini meeting may be today or tomorrow in my office آپ بھی آ جائیے گا۔ We will do that. Preliminary and then whenever you کرکے want, they will be there and to that extent they are correct. It has to go to the Cabinet but I will coordinate that issue. وہ آجائیں گے تو

سینیٹر محمد اکرم، میں اس پر یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ آپ کی بات درست ہے کہ It has to go to the Cabinet but in the bottomline nothing has happened.

جناب چیئرمین، یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ ان کی کیا اس میں limitations ہیں how can we find the solution and it will have to work out together.

سینیٹر محمد اکرم، ان مصروفیات میں یہ کمیٹی fit نہیں ہو رہی ہے۔

Mr. Chairman: It will have to work out together. I think We will give this priority because its very important کرکے meet اس کو matter. We will have this اس کو فوری کریں گے۔ جی کاکڑ صاحب۔

RE: LOCAL DEBTS WITH REFERENCE TO BALOCHISTAN.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ foreign

debts profile کے حوالے سے دوست اظہار خیال فرما رہے ہیں' میں ذرا اس سے ہٹ کر domestic bebts profile پر گزارش کروں گا۔ اگر اس کو note فرما لیا جائے اور انہیں یہ communicate کیا جائے کہ بلوچستان کے Federal Government کی طرف گیس royalty کی مد میں کوئی 32 ارب روپے نکلتے ہیں' وہ ادا کئے جائیں۔ ہمیں ایک طرف خیرات سے نوازا جا رہا ہے اور ہمارے جو recognised and established debts مرکز کی طرف ہیں' وہ ادا نہیں کئے جا رہے ہیں۔ ہم یہ گزارش کریں گے کہ صوبہ بلوچستان کی طرف، مرکزی حکومت کا جو قرضہ ہے' وہ گیس کی royalty کے ان پیسوں میں سے کاٹا جائے اور بقایا رقم صوبے کو دی جائے کیونکہ ہمارا صوبہ اس وقت بہت critical position سے گزر رہا ہے۔ میرے ساتھیوں نے کل بھی اظہار خیال فرمایا ہے کہ ہمارا صوبہ over draft پر چل رہا ہے۔ so much so, State Bank ہمارے ملازمین کی تنخواہوں کے cheques واپس کر رہا ہے۔

جناب والا! دوسری گزارش یہ ہے کہ باقی صوبوں کی طرح صوبہ بلوچستان بھی terrorism کے حوالے سے crisis سے گزار رہا ہے۔ 14 اگست کو صرف کوئٹہ شہر میں دس دھماکے ہوئے ہیں۔ ایسے واقعات سے نپٹنے کے لئے ہمارے پاس trained staff کی کمی ہے۔ جہاں تک ہمارے ملازمین کا تعلق ہے' ان کی President House سے selection ہوئی تھی۔ ان کو باقاعدہ fax چلے گئے کہ آپ اپنے محکمے کو بتا دیں۔ یہ بندے امریکہ anti-terrorist course پر جا رہے تھے۔ ہمیشہ کی طرح پنجاب نے اس دفعہ بھی اپنے بندے بھیجے۔ ان میں چار پانچ آرمی آفیسر گئے۔ دو افسر پنجاب سے بھیجے گئے۔ دو سندھ سے بھیجے گئے۔ Frontier والے تو شاید ہماری طرح ہی ہوں گے تاہم وہ نزدیک بیٹھے ہوئے ہیں' ہوسکتا ہے کہ ایک آدھ ان کا بندہ بھی چلا گیا ہو۔ ہمارے nominated بندے نہیں گئے۔ میں ان کا نام لے کر کہوں گا' رحمت اللہ نیازی کو drop کیا گیا۔ حامد شکیل S.P. کو drop کیا گیا۔ جناب والا! ہمارے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

جناب چیئرمین: یہ co-ordinate کون کر رہا تھا؟ کیا Interior Ministry کر رہی تھی؟

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، یہ Interior Ministry کر رہی تھی لیکن --

جناب چیئرمین : شائق صاحب (سیکرٹری سینیٹ) آپ نام لے لیں۔ اس کو مہربانی کرکے ذرا follow کرلیں and come back to me.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ : رحمت اللہ نیازی اور ایس۔پی حامد شکیل صاحب۔

جناب چیئرمین : انشاء اللہ سیکرٹری صاحب اس کو follow کریں گے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، آپ انہیں کہہ دیں۔

جناب چیئرمین : آپ نام دے دیں۔ اس کو follow کرکے we will come back to you. سا تکزئی صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، جناب والا! میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے کہ اس طرح سے باقی debate رہ جائے گا۔ Points of Order پر صرف تین چار ناموں پر agree کیا گیا تھا۔ اس لئے میری request ہے کہ انہیں یہاں تک محدود رکھا جائے۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، میں ایک اہم بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین : اچھا! بتائیے۔

RE: COMPENSATION FOR DAM AFFECTEES.

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب ! شکریہ۔ میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جناب والا! جہاں تربیلا ڈیم بنایا گیا، وہاں کے متاثرین کو ابھی تک معاوضہ ادا نہیں کیا گیا ہے ۔ جہاں پر یہ متاثرین بیٹھے ہوئے ہیں، وہاں آج تک بجلی نہیں دی گئی ہے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ حکومت مزید ڈیم بنا رہی ہے۔ بھاشا ڈیم بنا رہی ہے اور دوسرے ڈیم بنانے کی باتیں کر رہی ہے لیکن جو پہلا ڈیم بنایا گیا ہے، ان کے متاثرین کو آج تک نہ تو معاوضہ ملا ہے اور نہ ہی ان گاؤں میں، جہاں یہ منتقل

ہوئے ہیں، بجلی پہنچائی گئی ہے۔ یہ لوگ پریشان ہیں۔ میری گزارش ہے کہ آپ اس چیز کا نوٹس لیں تاکہ جن لوگوں کو معاوضہ نہیں ملا' ان کو معاوضہ دیا جائے اور جہاجہاں انہیں بجلی نہیں دی گئی ہے' انہیں بجلی دی جائے۔ جن گاؤں میں بجلی دی گئی ہے ' وہاں voltage اتنا low ہے کہ وہاں پنکھے نہیں چلتے۔ دربند کے علاقے میں مقیم متاثرین اس وقت اتنے پریشان ہیں کہ میں ان کی پریشانی بیان نہیں کر سکتا۔ اس لئے مہربانی فرما کر وزیر صاحب کی توجہ اس طرف دلائیں تا کہ یہ مسئلہ حل فرمائیں۔

جناب چیئرمین : طاہر اقبال صاحب۔

میجر (ریٹائرڈ) طاہر اقبال (وفاقی وزیر ماحولیات): جناب چیئرمین! شکریہ۔ ان سے پہلے honourable Senator صاحب نے کہا ہے کہ پنجاب کے فوجی جاتے ہیں اور لوگوں کو پکڑتے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ فوج پنجاب کی نہیں ہے' no doubt پنجاب کے لوگوں کی فوج میں کافی تعداد ہے۔ پاکستان آرمی میں ہرصوبے سے لوگ ہیں۔ اس لئے میری ان سے درخواست ہو گی ' کہ پنجاب کے فوجی جا کر پکڑتے ہیں ' یہ ایسے الفاظ ہیں جو درست نہیں ہیں۔ this is a Pakistan and it is a Pakistan Army. اور پاکستان آرمی کو اس طرح بدنام کرنا کہ یہ پنجاب کی آرمی ہے۔ sir یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اتنا اچھا ماحول چل رہا ہے۔ اس طرح کی بات کرنی ہی نہیں چاہیے۔ یہ بڑے پڑھے لکھے حضرات ہیں۔ ان سے درخواست ہو گی کہ برائے مہربانی اس طرح کے الفاظ استعمال نہ کریں۔ اس طرح تو وہ دوسرے صوبوں کو متنفر کر رہے ہیکہ یہ پنجاب کی فوج کر رہی ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ جب بھی نام لیں it is a Pak fauj, it is not a Punjab fauj. اس لئے میری ان سے درخواست ہے کہ اس طرح کے الفاظ استعمال نہ کریں۔

جناب چیئرمین : جناب عناء اللہ بلوچ۔

RE: OPERATION OF FLIGHTS TO MAKRAN

سینیٹر عناء اللہ بلوچ: جناب چیئرمین ! شکریہ۔ میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم عوامی مسئلے کیطرف دلانا چاہوں گا۔ جناب والا! بلوچستان اور بالخصوص مکران coast مکران region کی ہماری جو work force ہے ' جو لوگ ہیں ان میں زیادہ تر مڈل ایسٹ میں "Gulf

Countries میں کام کرتے ہیں ۔بیچارے چھوٹی چھوٹی مزدوریوں پر ہیں کوئی بڑے ملازمت پیشہ لوگ بھی نہیں ہیں۔ بلوچستان میں یہ تو کہا جاتا ہے کہ ترقی ہوئی ہے اور وہاں پر سات ائرپورٹس ہیں لیکن ان ساتوں ائرپورٹس پر کوئی ایک flight بھی دبئی سے، شارجہ سے، بحرین سے یا قطر سے کہیں سے بھی بلوچستان کے لئے operate نہیں ہوتی۔ وہ ساری flights ایک دفعہ براہ راست کراچی آ جاتی ہیں۔ کراچی سے آگے ان مسافروں کو اترنا پڑتا ہے اور پھر نیا ٹکٹ جو اس ٹکٹ سے بھی زیادہ مہنگا ہوتا ہے اس کے پیسے دینے پڑتے ہیں اور دوبارہ اپنے علاقے کا سفر طے کرنا پڑتا ہے ۔اس سے پہلے کافی کوششیں ہوئیں ہم نے اس وقت دو، تین flights operate کروا لیں لیکن PIA کی ہٹ دھرمی تھی کہ اسی نے وہ ساری flights suspend کر دیں اور انہوں نے یہ reason پیش کیا ہے کہ مکران کا علاقہ PIA کی flight کے لئے feasible نہیں ہے یا viable نہیں ہے ۔ انہوں نے مکمل طور پر یہ سہولت ختم کردی ہے جو مڈل ایسٹ میں رہنے والے ، گلف میں رہنے والے ،بلوچ لوگ ہیں انہوں نے گزشتہ بیس تاریخ کے بعد سے PIA کی تمام flights کا باقاعدہ بائیکاٹ کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اگر یہ Pakistan International Airline ہے تو Pakistan International Airline کو پاکستان کے تمام خطوں میں مسافروں کو لے جانے میں کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔

جناب والا! جب آپ by air دبئی سے travel کرتے ہیں تو تربت کا فاصلہ 35 minutes کا ہے جبکہ کراچی سے وہی flight ڈیڑھ گھنٹے میں پہنچتی ہے اور اس سے ان کا پیسہ بھی بچ جاتا ہے ۔ PIA کو میں نے خط لکھا، وزیراعظم سیکرٹریٹ کے توسط سے ان کو خط گئے لیکن آج تک PIA اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آ رہی۔ ہماری Baloch community جو گلف اور مڈل ایسٹ میں ہیں، انہوں نے PIA کی تمام flights کا بائیکاٹ کیا ہے ۔ ہمارے ہمسایہ ملکوں نے، میں نام نہیں لینا چاہتا، انہوں نے offer کی ہے کہ ہم مکران کے لئے flights شروع کریں گے ۔ Private sector میں دوسرے ممالک نے یہ offer دی ہے کہ ہم اپنی flights operate کریں گے لیکن PIA ابھی تک اپنی flights operate کرنے کے لئے تیار نہیں ہے ۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو ہم عوام کا ساتھ دینا چاہیں گے، ہم اپنے عوام کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے ۔اگر وہ PIA کا بائیکاٹ کریں گے تو بحیثیت ممبر سینیٹ میں بھی PIA کی

flights کا بائیکاٹ کروں گا۔ شکریہ جی۔

جناب چیئرمین ، ثناء صاحب I am sure PIA will consider اس میں they will look at it we will take ہیں آپ ایسا محسوس نہ کریں commercial aspects but we will certainly take it up. ان کی اپنی مجبوریاں ہیں۔ وزیر صاحب نہیں ہیں it up What is it? I will know it and we both will certainly follow up with the Minister. بلیدی صاحب ۔ ابھی ان کے بعد آپ کی باری ہے ۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! میں نے کل بھی یہ بات کی تھی اور وزیر صاحب یہاں موجود تھے ۔ کامل علی آغا صاحب Chair کر رہے تھے ۔ راؤ سکندر اقبال صاحب نے ہم سے وعدہ کیا کہ within four days ہم PIA کے چیئرمین کو یہاں بلائیں گے اور وہ ہمارے ساتھ meeting کریں گے ۔ میں نے اس مسئلے کو اس اجلاس سے پہلے بھی اٹھایا تھا اور کل بھی اٹھایا تھا ۔ یہ بالکل genuine مسئلہ ہے اور اس مسئلے کو اگر آپ لوگوں نے seriously نہیں لیا تو ہم Karachi to Turbat, Gwadar اور کوئٹہ تربت کا بھی بائیکاٹ کریں گے اور ہم ممبران پارلیمنٹ اپنے عوام کا ساتھ دیں گے ۔

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب آپ کی ہر بات پر توجہ ہوگی ۔ ہاؤس میں ایسی باتیں زیب نہیں دیتیں ۔ آپ کے جذبات کا پورا احترام ہے ۔ یہاں جو point بھی اٹھایا جاتا ہے it will be attended بالکل آپ کی بات سے کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ جی آغا صاحب۔

RE: RELEASE OF FUNDS FOR MEMBERS.

سینیٹر کامل علی آغا: شکریہ جناب چیئرمین۔ ایک چھوٹی سی بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو اکرم ولی صاحب نے بات کی ہے اس تعلق سے عوام کے اندر کافی تشویش پائی جا رہی ہے۔ یہ بڑا ایک طریقہ کار ہے کہ CBR سے ایک CGO جاری کیا گیا' جو spirit تھی جناب محترم شوکت عزیز صاحب کی speech میں کہ گاڑیوں کو سستا کیا جائے گا اور import میں ڈیوٹی پر جو reduction ہوئی تھی' جو چھوٹ دی گئی تھی ' وہ ایک بڑی اچھی spirit تھی اور لوگوں نے بڑے سکون کا سانس لیا تھا ۔ اگر اس spirit پر چلا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ آج گاڑیوں کے

rates بڑھانے کا جواز پیدا نہیں ہوتا تھا لیکن ایک CGO جو کوئی legal document نہیں ہوتا۔ اسمبلی کے اندر جو چیز پاس ہو جاتی ہے اور جو Finance Bill پاس ہوا اس کی legal sanctity ہے اور وہ ایک قانون ہے لیکن CBR جو CGO جاری کرتا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ in the real sense وہ ایک illegality ہے اور ایک بڑا ہاتھ ہونے کی وجہ سے کرپشن کا ایک طریقہ کار ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک تو CGO جاری کرنے کے متعلق اس ہاؤس کے اندر کوئی چیز پاس کی جائے کہ CGOs جاری نہ کئے جائیں۔ یہ malpractice ہے اور یہ facilitate کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ اس CGO کے ذریعے جو گاڑی پہلے ساٹھ لاکھ روپے کی پاکستان میں بک رہی تھی، اب اٹھانوے لاکھ روپے کی اس ملک میں پڑے گی۔ وہ جو reduction تھی، جو facilitate کیا گیا تھا وہ سارے کا سارا جواز ختم کر دیا گیا ہے۔ میں آپ سے مختصر الفاظ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں، یہ لمبی بات ہے اور بہت بڑی کرپشن ہے کہ خدا کے لئے ان محکموں سے، افسر شاہی کے ہتھکنڈوں سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیے۔ دیکھیں! کتنی بڑی بات ہے کہ فنانس منسٹر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے عوام کو یہ یہ سہولیات دی ہیں، یہ یہ reductions دی ہیں، یہ یہ ڈیوٹی کم کر دی ہے۔ محکمہ گاڑیاں بنانے والے اداروں کو facilitate کرنے کے لئے ان کو protection دینے کے لئے ------ ٹھیک ہے انڈسٹری کو protection ملنی چاہیے لیکن جو true spirit ہے، عوام کو facilitate کرنے کے لئے جو سوچ سمجھ کر فنانس منسٹر صاحب نے فیصلہ کیا ہے اس کو سبوتاژ کر دیا گیا ہے اور تمام کاروباری حلقے پریشان ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا بڑا serious notice لینا چاہیے اور thank God آپ نے پہلے بھی اس پر مجھے فرمایا تھا کہ آپ کمپنی کریں، آپ کا شکریہ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے متعلق باقاعدہ آپ کی سربراہی میں ایک میٹنگ ہو اور اس میں فیصلہ کیا جائے۔

دوسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ 2003-04 کے لئے سینیٹرز حضرات نے جو سکیمیں دی تھیں، آج تک ان کے فنڈز release نہیں ہوئے۔ وہ ہمارے لئے باعث تقویت بنتے اگر بروقت فنڈز release کر دیئے جاتے۔ آج عوام میں ہماری جو حیثیت ہے اس کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان فنڈز کو release ہونا چاہیے۔ منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں لیکن مجھے لگتا ہے کہ یہ منسٹری ساری کی ساری سوائے ڈاکخانے کے کچھ نہیں ہے۔ جناب!

اس کا رول ڈاکخانے سے کچھ بڑھایا جائے۔ بڑی مہربانی اور اگر اس کے اوپر منسٹر صاحب کچھ فرمائیں تو میں بڑا مشکور ہوں گا۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب سے پہلے ذرا میں ایک دو چیزیں عرض کر دوں کہ جو یہاں پر بجٹ میں approve ہوا تو یہ commitment ہے' یہ تو assurance committee ہماری بھنڈر صاحب والی they will also take it up میں بھی ضرور کر لوں گا۔ بھنڈر صاحب سے بھی request کروں گا اور جو فنڈز ہیں آپ کے I am sure جو سکیمیں ہیں ان کے لئے there should not be delay, this is the first time I am hearing پچھلے تو آگئے تھے۔ and may be the minister can give us updates.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب! پہلے منسٹر صاحب کو سن لیں۔ ورنہ باتیں بڑھتی رہیں گی۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی: میں نے منسٹر صاحب سے خود بھی دو دفعہ بات کی ہے۔ یہ بہت serious مسئلہ ہے۔ اس کو منسٹر صاحب handle کریں۔

راؤ محمد اجمل خان (پارلیمانی سیکریٹری برائے منصوبہ بندی و ترقی): جناب چیئرمین! یہ واقعی تشویش ناک بات ہے' سارے سینیٹرز اور MNAs کے ساتھ بھی یہی ہے۔ یہ فنڈز lapsable نہیں ہیں۔ ٹھیک ہے کہ اس میں دیر ضرور ہوئی ہے۔ The case is lying with the Finance Department. ہم نے ان کو request کی ہے and I assure this House انشاء اللہ by the end of this month انہوں نے مجھ سے promise کیا ہے کہ the funds will be released. As soon as the funds are released from the Finance department... کچھ اس میں technical باتیں تھیں' کیونکہ end of the year آگیا' funds late ملے تھے' انہوں نے late submit کئے تو وہ پیسے واپس executing department نے surrender کر دیئے تھے۔ اب وہ دوبارہ انشاء اللہ next few days میں ہو جائیں گے' میں پوری کوشش کر رہا ہوں' Finance department سے ہم نے کیس لیا ہوا ہے

with the Ministry it won't take a day also. the جونہی وہ فنڈز release کرتے ہیں cases are ripe and they are on the right because کچھ پیسے استعمال ہو چکے ہیں لوگ I have requested the Finance Department, the moment we وہاں پریشان ہیں get the money We will be giving them the money. انشاء اللہ

Mr. Chairman: Minister did it, let me know and I will also follow with them and it should be done.

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! میرا point of view یہ ہے کہ ابھی بھی یہ a few days کی بات کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، یہ چند ہفتوں کی بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: یہ ہمارے لئے قابل احترام دوست، بھائی اور محترم وزیر ہیں اور ان کے وزیر بننے میں ہماری بڑی دعائیں تھیں، ہماری ساری دعائیں رائیگاں جا رہی ہیں۔ برائے مہربانی یہ اپنی authority کو استعمال کریں اور وہ بتائیں کہ funds کس تاریخ کو release ہوں گے۔ یہ کوئی تماشا نہیں ہے public میں ہماری بڑی بدنامی ہو رہی ہے، لوگ کہہ رہے ہیں کہ funds allocation کے بعد کھائے جا رہے ہیں، لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ Senators کھا گئے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ معمولی بات ہے۔ یہ بتائیں کہ کس تاریخ کو funds release ہوں گے، ہماری اسکیمیں approved ہیں، وہ تین تین بار sort out ہو کر واپس آئی ہیں اور اب صرف funds allocation کے لئے finance department میں پڑی ہوئی ہیں۔ بلا شبہ یہ اس کو pursue کر رہے ہیں، یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہ بے بس ہیں، ان کی کوئی بات نہیں سن رہا۔

جناب چیئرمین: انہوں نے کہا ہے کہ ایک مہینے تک آ جائیں گے، lapse ہو گئے تھے، low rate تھا۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! یہ پچھلے سال کے funds ہیں۔ ایک ماہ بعد تو اگلے سال کے چھ ماہ گزر چکے ہوں گے۔

جناب چیئرمین: department کے surrender کے بعد انہوں نے خود ساری

تفصیل بتائی ہے' ان کو پتا ہے۔میں ان کے ساتھ مل کر follow it through کروں گا۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! اگلے ماہ 2004ء ' 2005ء کے چھ ماہ گزرنے والے ہو جائیں گے۔ ہم 2003ء' 2004ء کی بات کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب میں نے یہ عرض کیا ہے کہ اگر یہ lapse نہیں ہونے ہیں تو پھر ان کو release کرنے کیا ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: وہ procedure ہے ' if they have to come back and but it should be - ہے administrative procedure ایک وہ then they are released. منسٹر صاحب آپ سب کے جذبات سن رہے ہیں Finance cut short. I agree with him. Committee and we will assist him and Minister of Finance also.

جناب چیئرمین: جی سانکزئی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانکزئی: جناب میری گزارش یہ ہے کہ اصلی صورتحال منسٹر صاحب آپ کو نہیں بتا رہے ہیں' میں منسٹر صاحب سے ملا ہوں' انہوں نے کہا ہے کہ ہم ہر آدمی کو نہیں بتا سکتے' ہمیں منع کیا گیا ہے کہ جو فائل آئے فی الحال اسے روک دو۔

جناب چیئرمین: میرا نہیں خیال کہ ایسی بات ہے۔منسٹر صاحب خود کھڑے ہیں I don't think کہ ایسی بات ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانکزئی: جناب میری گزارش سن لیں ' local government میں بھی ایسا رہا اور جب تین مہینے بعد فائلیں finance میں پہنچیں تو انہوں نے کہا کہ جی ہمیں verbally کہا گیا ہے' یہ اس وقت تک نہیں ہوں گی جب تک نئے Prime Minister صاحب نہیں آئیں گے' یہ بالکل release نہیں ہوں گی۔ وزیر صاحب اگر یہ وعدہ کر رہے ہیں تو یہ پکا وعدہ کریں-----

جناب چیئرمین: ان کی ہر بات پکی ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ جی منسٹر صاحب۔

Rao Muhammad Ajmal Khan: Sir, I am standing on the floor of this House and *Inshallah* in the end of this month.

ہم پوری کوشش کریں گے اور funds release ہو جائیں گے' یہ کوئی بات نہیں ہے کہ نئی حکومت آئے گی تو ہو گا۔ اس میں کچھ technical باتیں تھیں اور نہ ہی یہ lapsable ہے' it یہ پیسے انشاء اللہ ان کو was announced when Prime Mnister Jamali was there sir. دوبارہ ملیں گے۔ ان کی یہ شکایت درست ہے کہ وہاں لوگ پریشان ہیں اور وہ لوگ Senators حضرات اور MNAs پر شک کرتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے we will do it as soon ہم نے Finance Department سے case لے لیا ہے اور کوئی ایسی بات نہیں as possible. ہے کہ ہم کچھ چھپا رہے ہیں یا گورنمنٹ یہ funds نہیں دینا چاہتی۔ ہم at the moment technical باتیں کر لیتے ہیں with the planning ' ویسے یہ lapsable نہیں ہے۔ I will assure by the end of the month انشاء اللہ ہم پیسے release کر دیں گے جو کہ 2003ء اور 2004ء کے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی بخاری صاحب آپ نے کچھ کہنا ہے؟

سینیٹر سید سجاد حسین بخاری: جناب چیئرمین! میں Minister of Interior کے knowledge میں یہ بات لانا چاہتا ہوں اور آپ کے وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ اسلام آباد کے residential areas میں پرانی گاڑیوں کے workshops بنے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے دو چیزیں بڑی تشویشناک ہیں' ایک تو یہ ہے کہ وہاں پر پرانی گاڑیاں کھڑی ہوئی ہیں جن کے doors تک نہیں لگے ہوئے ہیں۔ وہ بڑا security risk ہے' خدانخواستہ کسی وقت کوئی mishap ہو سکتا ہے۔ میں particularly G-8 Markaz کی بات کروں گا کہ وہاں residential area میں بہت سے ورکشاپ ہیں۔ وہ لوگ ساری رات کام کرتے ہیں اور لوگوں کو سونے نہیں دیتے۔ CDA اگر ان کو remove نہیں کر سکتا تو کم از کم ان کے کام کرنے کے اوقات مقرر کر دیں کہ وہ رات 6' 7 یا 8 بجے تک کام بند کر دیں تا کہ وہ لوگوں کی نیند تو نہ خراب کریں۔ دوسرا یہ ہے کہ جو گاڑیاں وہاں پر لاوارث کھڑی ہیں ان کو وہاں سے remove کریں۔ خدانخواستہ

کوئی بڑا سانحہ اس سے پیش نہ آ جائے۔ اس میں فوری توجہ دینے کی ضرورت ہے اور یہ بڑا آسان سا کام ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ We will take it up. Mr. Memon.

سینیٹر نثار احمد میمن: جناب چیئرمین! میں House کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ بیوروکریسی کی inefficiency ہے۔ سیاسی حکومت چاہتی ہے کہ good governance ہو۔ آجمیں یہ چیز بتانا چاہوں گا کہ جو last year کے funds تھے' release تو الگ بات ہوتی ہے' release ہونے کے بعد cheques بن گئے تھے۔ cheques بھی پہنچ گئے ہیں۔ وہ cheques جون کے آخری دنوں میں پہنچے ہیں اور ان کو جب cash کرنے گئے تو یہ cheques رکوائے گئے ہیں۔ یہ good governance نہیں ہے کہ cheques issue ہونے کے بعد انہیں روکا جائے۔ پھر آج اگست کا مہینہ ہے تو دو مہینے مزید گزر گئے ہیں اور ابھی تک وہ cheques دوبارہ issue نہیں ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو دو دن کے اندر اندر ہونا چاہیے۔ دوسری بات ہم یہ چاہیں گے کہ وزیر موصوف ہمیں یہ یقین دہانی کرائیں کہ 2004-5 کے لئے ہم نے جو projects submit کئے ہیں ان کی منظوری اگست کے مہینے میں ہی دی جائے گی جو کہ پہلے سے submit کئے جا چکے ہیں۔

Mr. Chairman. I think, Minister sahib

اس پر کہہ چکے ہیں کہ they will all be attended within maximum a month's time جو cheques رکے ہوئے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ cheques بننے کے اور اس کے deposit کرنے میں ایک cut off period ہوتا ہے جب financial year end ہو' تو وہ وجہ نہ ہو۔

سینیٹر نثار احمد میمن: جناب چیئرمین! میں مانتا ہوں کہ آپ Banker ہیں مگر cheques issue کرنے کے بعد dishonour کرنا اس کے بارے میں بھی تو آپ کو علم ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، لیکن اگر time پر ہو جائے۔ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ He

وسیم صاحب، آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے؟ will look at it.

RESOLUTION

RE: FORMATION OF SPECIAL COMMITTEE ON BALOCHISTAN.

. Senator Wasim Sajjad (Leader of the House): Sir , Yesterday the Prime Minister was here and he made a very important announcement that a committee of the House will be set up to look into the current situation in Balochistan and also look into the question of Inter-Provincial harmony , protect the rights of provinces within the Federation of Pakistan . He had further said that the committee be constituted after consultation between the various parties' Leaders in the House . Sir , I am very happy to inform you that the result of discussion with the colleagues from all shades of opinion in the House . We have been able to agree on a resolution for the formation of a committee which, with your permission, I would like to move before this honourable House.

Mr. Chairman: Yes please.

Senator Wasim Sajjad: Sir, I move that a special committee of the House be constituted by the Chairman Senate in consultation with the Leader of the House and other Parliamentary Leaders with the following terms of reference:-

"to examine the current situation in Balochistan and make recommendations thereon and further to make recommendations to promote Inter-provincial harmony and protect the rights of . Provinces with

a view to strengthening the Federation of Pakistan".

The Committee will submit its report within 90 days from the date of its constitution.

(The motion was adopted unanimously)

Mr. Chairman: So, the resolution stands passed unanimously.

Thank you very much.

میرا خیال ہے کہ یہ agree ہوا تھا کہ points of order raise نہیں کئے جائیں گے کیونکہ time کم ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن Parliamentary Leaders کے ساتھ agree ہوا تھا کہ 2 points of order ہوں گے جو ہم نے کر لئے ہیں۔ آگے agenda ہے۔ اگر آپ اس طرح کریں گے تو پھر Parties' Leaders کے ساتھ میرا meeting کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ اپنے Leaders سے بات کرلیں۔ آپ لوگ خود فیصلہ کر لیں کہ points of order پر چلنا ہے۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایک system ہے کہ points of order کے لئے بھی کوئی point ہوتا ہے۔ جنہوں نے پہلے نام دیئے تھے میں نے ان کا point سن لیا ہے۔ آپ مزید کتنے points of order raise کرنا چاہتے ہیں؟ ڈاکٹر آغا جو نام مجھے پہلے آ گئے تھے انہوں نے بات کر لی ہے۔ میں یہاں بیٹھا ہوں اور میں سنوں گا۔ آپ کے Parliamentary Leaders نے agree کیا تھا اور اس لئے میں ان سے meeting کرتا ہوں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ If you want to continue, I have no problem. But we will take 4 points of order. چلیں آپ بتائیں مہیم خان، کلثوم صاحبہ اور ڈاکٹر نگہت۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ، جناب چیئرمین! میں آپ کی خدمت میں عرض کردوں کہ اس وقت تمام اختیارات۔۔۔۔۔۔

Mr. Chairman: Please keep it brief. The point of order should not be a long speech.

سینیٹر مہیم خان بلوچ، جناب چیئرمین! یہ ایک issue ہے اور ہمیں یہ مشکلات ہیں۔ اس وقت تمام مالی و انتظامی اختیارات' اس وقت کے آئین کے تحت مرکز کے پاس ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ سروسز میں' سول سیکریٹریٹ میں چاروں صوبوں کی نمائندگی موجود ہے لیکن ہمیں یہاں پر بہت سی مشکلات ہیں۔ ہم وہاں جاکر اپنی بات زبانی' تحریری اور سٹینڈنگ کمیٹیوں کی وساطت سے کہتے ہیں لیکن انکی طرف سے ہمیں کوئی جواب تک نہیں ملتا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ بلوچستان کے کوٹے کے لحاظ سے سول بیوروکریسی کے اہلکاروں کو یہاں اور کارپوریشنوں میں ایسی جگہ تعینات کیا گیا ہے کہ ان کی حیثیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہے۔ ہمارے جتنے بھی سول بیوروکریٹ انیس' بیس اور اکیس گریڈ کے ہیں ان کو سول سیکریٹریٹ میں ایسی جگہ تعینات کیا جائے کہ ہم اپنے مسائل بہتر انداز میں ان کو پیش کرسکیں' اس طرح وہ ہماری بات بھی سمجھ سکیں گے' آگے بھی بھیج سکیں گے اور ہمیں جواب بھی دے سکیں گے۔ لہذا میں ایوان کے توسط سے یہ کہتا ہوں کہ یہاں سول سیکریٹریٹ میں بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اس کو دور کیا جائے تاکہ ہمیں جو دشواریاں ہیں وہ ہمیں نہ ہوں۔

Re: LAND MAFIA IN HOUSING SCHEMES

جناب چیئرمین، کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین، جناب چیئرمین! میں یہاں پر ایک بہت بڑے Land mafia کا ذکر ضرورکروں گی کیونکہ ہمارے پاس گزشتہ دو دنوں سے کافی تعداد میں خواتین آئی ہیں۔ یہ ملک ریاض نامی شخص ہے اور یہ معاملہ قومی اسمبلی میں بھی discuss ہو چکا ہے۔اس کے رویئے سے شاہ پور کے لوگ متاثر ہیں۔ حتیٰ کہ اس نے عورتوں کو بالوں سے پکڑ کر باہر نکالا ہے اور ان کے جانوروں پر بلڈوزر چلائے ہیں اور زبردستی انکی زمینوں پر قبضہ کیا ہے۔ ہم نے کل کے " نیوز" اخبار میں پڑھا ہے کہ اس نے زمین ہتھیانے کے لئے تین آدمی قتل بھی کر دیئے ہیں۔

جناب والا! میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وہ بحریہ ٹاؤن کا نام use کر رہا ہے۔ کیا ہماری آرمی اس میں involve ہے؟ اگر نہیں involve ہے تو یہ بحریہ ٹاؤن کا نام

کیوں استعمال کر رہا ہے ؟ اس کے لئے یہاں پر قومی اسمبلی کی طرح ایک کمیٹی تشکیل دی جائے یا ان سے کوئی related department ہمیں جواب دے کہ اس شخص کو کیوں نہیں روکا جا رہا ؟ یہ ان لوگوں کی فہرست ہے جن کی ہزاروں کنال زمین اس نے ہتھیالی ہے۔ یہاں پر اس کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے ؟ یہ شخص من مانی کیوں کر رہا ہے ؟ شکریہ۔

جناب چیئرمین : اس کا نام کچھ عرصہ پہلے بحریہ فاؤنڈیشن نے اخباروں میں میرے خیال میں clarify کیا تھا' ہو سکتا ہے یہ patent نہ ہو۔ بہرحال مندوخیل صاحب یہ سی ڈی اے سے related معاملہ ہے ' اس کو کمیٹی میں دیکھ لیں' and look into it. جی طاہر اقبال صاحب۔

میجر (ریٹائرڈ) طاہر اقبال، جناب ان کی جو observation ہے۔ جناب نیوی کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، جی ہاں' میں نے ان کو یہی بتایا ہے کہ اخبار میں انہوں نے دیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) طاہر اقبال، When Programme started واقعی یہ فاؤنڈیشن کا تھا but later on Navy has withdrawn from this project and now, it is a private enterpreneur جو اس وقت کام کر رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کا concern بالکل ہے it is a grave concern for the people لیکن جناب یہ معاملہ کورٹ میں چل رہا ہے۔ and from both sides the Safari department and people of the area say جی یہ ہماری زمین grasp کر رہا ہے' whereas بحریہ ٹاؤن والے کہہ رہے ہیں کہ جی میری زمین انہوں نے قبضے میں کی ہوئی ہے۔ The case is in the court .

جناب چیئرمین: گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ : جناب چیئرمین ! میں نے جو کچھ کہا وہ ہماری Establishment Committee کے چیئرمین ڈاکٹر شہزاد سے کہیں کہ نوٹس لیں۔

جناب چیئرمین، جی ہاں بالکل انہوں نے سن لیا ہے اور میں نے ان کو کہا ہے ۔ آپ کی ہر بات کو ہم in writing ان کو دے دیں گے کیونکہ آپ کی ہر بات اہم ہے ۔ جی گلشن سعید۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب چیئرمین! میں ان کی بات کو آگے بڑھاؤں گی کہ جب سے ہم سینیٹ میں آئے ہیں' اس آدمی کے ہاتھوں کافی لوگ قتل ہوئے ہیں ہر دفعہ یہ بچ جاتا ہے۔ یہ زمینوں پر قبضہ کرتا ہے اور وہاں پر جو لوگ کسان بیٹھے ہوتے ہیں ان کو مار دیتا ہے۔ تین آدمی اس نے پرسوں شام کو مارے ہیں اور ان کی بیویوں اور بچوں کے ساتھ زیادتی کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد اخبار کی خبر ہے کہ وہ بھاگ جاتا ہے۔ ہمارے پاس متاثرین آئے ہیں۔ بحریہ نے کئی مرتبہ یہ announce کیا ہے کہ جی بحریہ کا اس الائنس' یا اس کمپنی سے یا اس ادارے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر بھی وہ بحریہ ٹاؤن کا نام use کرتا ہے۔ اس کا فوری نوٹس لیا جائے اور کمیٹی بنائی جائے ایاز مندوخیل صاحب سے کہیں کہ وہ فوری اس کی تحقیقات کریں اور یہ جو تین آدمی مارے گئے ہیں ہمیں اس واقعہ پر بڑی تشویش ہے۔ اس سے پہلے بھی کئی بار لوگ آئے ہیں اور ان کے بیوی بچوں پر تشدد کیا گیا' ان کو مارا پیٹا گیا ہے اور دس لوگوں کی فہرست تو ہمیں ان لوگوں نے دی ہے جن کی زمینوں پر اس نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ ایاز خان مندوخیل صاحب۔

سینیٹر ایاز خان مندوخیل۔ میرے خیال میں چار meetings سوسائٹیوں کے سلسلے میں ہوئی ہیں' پہلی مرتبہ وزیر صاحب آئے نہیں' ابھی پرسوں ان سے بات کی گئی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ میں کمیٹی کو جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اس میٹنگ میں ہی نہیں آؤں گا۔ فیصل صالح حیات کہتے ہیں کہ میں کمیٹی کو جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں۔ گلشن سعید صاحبہ کو انہوں نے خود کہا ہے۔ تصفیہ کے لیے ہم لوگوں نے ان سے بات کی ہے کہ آپ meeting میں آیا کریں' وہ meeting میں نہیں آتے تو میں کس طریقے سے اس مسئلے کو حل کروں۔

Mr. Chairman: We will take it up with the Minister, rest assure.

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: Point or order sir. This is a very serious issue.

Mr. Chairman: I realise that. I will take it up with the Minister.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب والا! یہ انتہائی serious issue ہے کہ سینیٹ کی Interior Committee کے چیئرمین کوئی ordinary آدمی نہیں ہیں ' Interior Committee جو اس ایوان نے بنائی ہے اس کی Standing Committee کے Chairman یہ بات کہہ رہے ہیں کہ وزیر صاحب کا ان کے ساتھ کیا رویہ ہے ۔ اس سے زیادہ زیادتی اس کابینہ کی طرف سے' اس حکومت کی طرف سے ' اس ایوان کے ساتھ اور کیا ہوسکتی ہے' مجھے بتایا جائے۔

جناب چیئرمین۔ I agree with you. آپ کیا چاہتے ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں۔ We will take it up.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ میں عرض کر رہا ہوں' بعد میں آپ جس طرح چاہیں handle کریں۔ جناب! یہ چیز ابھی نہیں' مسلسل پچھلے ڈیڑھ سال سے ہو رہی ہے اور آپ یہاں پر مسلسل کہہ رہے ہیں اور میں تھوڑی سی زیادتی والی بات کروں تو kindly آپ mind نہ کیجیئے' آپ حکومت کو bail out کرتے ہیں جناب۔ آپ ان کو مسلسل bail out کریں لیکن یہ اس قابل نہیں کہ ان کو bail out کیا جائے۔ اگر ہماری standing committees کا یہ حال ہے کہ ان کے Chairman اٹھ کر یہ کہیں کہ وزیر صاحب کا ان کے ساتھ یہ رویہ ہے تو باقی ممبران کے ساتھ ان کا کیا رویہ ہوگا۔ Kindly میری آپ سے request ہے کہ اس کو seriously لیں یا ہم سب کو باہر بھیج دیں' ختم کریں اس ایوان کو ' اس ایوان میں آ کر بیٹھنے کا کیا فائدہ جہاں ہر سینیٹر کے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے ۔ اب تو حکومت کے سینیٹرز کے ساتھ ہو رہی ہے' ہم نے ابھی تک بات نہیں کی' کئی دفعہ میں نے یہ دیکھا ہے لیکن حکومت کے اپنے ممبران منسٹر کے بارے میں کیا کہتے ہیں ' Kindly اس کا نوٹس لیں۔

جناب چیئرمین۔ میں عرض کروں ہر بات جو ممبرز کی طرف سے آتی ہے'

it is taken very seriously.

ہم ان کے نوٹس میں writing میں بھی لائے ہیں and it will be taken up again. اس میں

The House status is very relevant and important. bail out کی بات نہیں ہے

میاں رضا ربانی۔ جناب والا! میں آپ کی اجازت سے ایک suggestion پیش کرتا ہوں کہ یہ ایک بہت سنگین مسئلہ ہے جس میں پورے ایوان کی توہین ہوتی ہے ۔ فاضل ممبر نے ابھی جو بات کہی ہے

this may be treated as a privilege motion and you may kindly refer it to theCommittee on Rules and Privileges because this is not only a breach of the privilege of the Member but this is a breach of the privilege of the House

کہ اگر وزیر صاحب یہ الفاظ کمیٹی کے چیئرمین کے بارے میں کہیں تو یہ breach of the privilege of the House ہے۔ لہذا آپ سے میری گزارش ہے کہ انہوں نے ابھی جو بات کہی ہے

that may be treated as a privilege motion and you may refer this matter to the Committee on Rules and Privileges to take it up as a privilege motion.

سینیٹر ایاز خان مندوخیل۔ جناب والا! personally مجھے کوئی خواہش نہیں ہے Chairmanship کی۔ جس طریقے سے وہ deal کرنا چاہتے ہیں نہ میں اپنی بے عزتی کروانا چاہتا ہوں، نہ میں چاہتا ہوں کہ حکومت کے جو پیسے خرچ ہو رہے ہیں وہ خرچ ہوں، چار meetings میں نہیں آئے اور clearly کہہ دیتے ہیں کہ نہ ہی میرا کوئی آدمی آئے گا۔ نہ اس میں سیکریٹری آتا ہے اور ان کی وجہ سے مجھے meeting cancel کروانی پڑی ہے۔

Mr. Chairman: This is indeed a very concerning matter. It is a serious

serious matter. I will request the Chairman of the Standing Committee to please inform me آئندہ ایسی کوئی بات ہو تو کہ یہ باتیں ایسے ہو رہی ہیں۔ I will personally take it up. This will be attended to the satisfaction of the House. Ranjha Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا۔ جناب والا! جو بات ہو رہی ہے یہ بڑا serious

مسئلہ ہے۔ یہ بحریہ کاؤن کا مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں it has become another scam and a scandal اور اس میں جو چیز قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ کوئی پرائیویٹ آدمی سرکار کا نام "بحریہ" استعمال کر رہا ہے جس سے public کو یہ تاثر ملتا ہے کہ it is a public venture قانون میں یہ جرم ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ یہ جو ادارے، جو قانون نافذ کر رہے ہیں کیا ان کو نظر نہیں آ رہا کہ ایک آدمی وہ فعل کر رہا ہے جو قانون میں جرم ہے۔ باقاعدہ فارم کی black ہو رہی ہے۔ پانچ سو روپے کا فارم پچاس ہزار میں بک رہا ہے۔اس سے بڑا اور scam کیا ہو سکتا ہے جو اتنا blatant ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جناب کوئی ایسا order پاس کریں کہ جو بھی ادارے اس میں ملوث ہیں خواہ مندوخیل صاحب ہیں، خواہ ہمارے وزیر صاحب ہیں جن کا تعلق سی ڈی اے سے ہے it is a criminal offence جو ہمارے متعلقہ offices ہیں why they do not take notice of this? میری بڑی ادب سے گزارش ہے کہ پیشتر اس کے کہ یہ scam بڑھ جائے اس کو آج ہی بند کیا جائے اور یہ جو پرچے یا مقدمے ہوئے ہیں انہی کے بیچ میں سے تحقیق ہو سکتی ہے کہ یہ جو جرم کیا ہے یہ کیوں کیا گیا ہے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین، اکرم خان صاحب۔

سینیٹر محمد اکرم، جناب چیئرمین! مندوخیل صاحب نے جو کمیٹی کے متعلق اپنی شکایات آپ کے پاس register کرائیں، میں اس پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف اس کمیٹی کے ساتھ وزیر صاحب کا سلوک نہیں ہے، ہماری Committee on Industries and Production کا بھی یہی حال ہے۔ Repeatedly, we have been requesting for the meetings اور وزیر صاحب اس کو stall کرتے ہوئے آ رہے ہیں۔ حتیٰ کہ میں نے خود بارہا ان کو call کیا ہے and not even once the call was returned back to me ایک دفعہ بھی انہوں نے call back کرنے کی زحمت نہیں کی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو کچھ بھی ان کی مصروفیات ہیں، جو کچھ بھی ان کی دوسری occupations ہیں ان سے ہٹ کر وہ Committees کو توجہ دیں اور کمیٹی کے ممبران کے پاس جو issues ہیں حتیٰ کہ issue تو کیا ابھی تک تو انہوں نے briefing session بھی complete کرنے کے لیے ہمیں ٹائم نہیں دیا۔ جناب چیئرمین!

Basically this is an attitude problem towards the Committee and the Senate.

جناب چیئرمین، اکرم صاحب آپ کا let say the Leader of the House کیا point ہے

Senator Wasim Sajjad (Leader of the House): I can see that there are some tensions. It is matter in which you should call the people concerned and try to sort out the difficulties and differences. It is not a matter where we can gain anything by referring into further Committees and creating further tension. So, I would suggest sir, in your capacity as Chairman Senate, you should call the parties concerned, try and find out what are the problems and sort them out and take a decision.

Mr. Chairman: That I will do.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! یہ I ہے breach of privilege of the House

لیکن اس کا یہ حل نہیں ہے۔ am sorry. I have a lot of respect for Wasim Sahib

جناب چیئرمین: رضا صاحب! میں عرض کرتا ہوں کہ it will be attended to. I اور کہہ رہے ہیں کہ myself would attend to it Privileges Committee کے چیئرمین نہیں ہیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Chairman Sahib, it is not a question of attending to the matter. It is now a question of the respect and a breach of privilege of this House. These Committees have been formed by this House. These Members have been elected as Chairmen under the Rules by this House.

Mr. Chairman: I agree. I will discuss it with the Prime Minister

and let the House know what action he is taking. I shall discuss it with the Prime Minister. It is not one Ministry, it is over all issue, I will discuss it with the Prime Minister and the House will be informed.

Senator Mian Raza Rabbani: Pardon me for saying so, you have been discussing the attitude of the Ministers for the last so many months and yet there is no response.

Mr. Chairman: We have discussed it with the previous Prime Minister. I will discuss it with the present and the next Prime Minister also because it is a question, let the transition take place, I will take it up, I assure you. It is equally important to me as for you.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, why don't you treat it as a privilege motion?

Mr. Chairman: What will that achieve to you?

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, it is a breach of privilege of this House.

then there is a کو نہیں بھیجنا چاہتے تو Committee کو privilege motion اگر آپ provision in the Rules and there is precedent of the House of Commons and in Kaul "then convert the entire House into the privileges Committee and let the Ministers stand before the bar of this House."

Mr. Chairman: Let's see, I want to resolve the matter in an effective manner. I will satisfy you.

جی مس بھروچہ آپ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

Senator Mian Raza Rabbani: Sir , let this whole House become the Committee.

Mr. Chairman: Please one minute. I will come to it. Let me hear out.

ایک منٹ، ایک منٹ، پہلے اکرم صاحب کو بول لینے دیں۔ Please sit down.

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ نے فرما دیا ہے، میں ذمہ داری لیتا ہوں تو میرے خیال میں اس ہاؤس کا تقدس اسی طریقے سے بحال ہوگا کہ جب آپ اس کی ذمہ داری لے رہے ہیں تو آپ اس پر notice لیں اور اس معاملے کو خود solve کریں۔ یہ ہمارے اور آپ کے تقدس کا معاملہ ہے۔

جناب چیئرمین، جی ڈاکٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر وسیم شہزاد، جناب! ابھی یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ شاید سارے ministers ہی اس طرح کے ہیں۔ اگر کسی ایک minister کا رویہ کسی ایک کمیٹی کے ساتھ ایسا ہے تو اسکو as an exception لینا چاہیے۔ میں یہاں اس floor پر یہ بات کہوں گا، Health Committee کی میں مثال دوں گا جناب، نصیر خان صاحب، ہمارے دس ہزار problems ہوتے ہیں، Cabinet meetings چھوڑ کر انہوں نے ان کو حل کیا۔ اسی طرح کئی دوسرے ministers ہیں تو میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو totality میں نہیں لینا چاہیے۔ جہاں جس کا due credit بنتا ہے، اس کو due credit دینا چاہیے۔

جناب چیئرمین، جی مس بھروچہ۔

Senator Roshan Khursheed Bharucha: Sir , I just wanted to say the

same thing کہ Health میں ہمارے Minister ہمیشہ موجود ہوتے ہیں۔ ہماری Social Welfare کی کمیٹی میں ہماری Advisor ہمیشہ موجود ہوتی ہیں۔ So, we are very grateful to them. یہ ہر ministry میں نہیں ہوتا ہوگا لیکن our ministry is okay. Thank you.

I will personally attend to the جناب چیئرمین، میں عرض کروں جی matter and the House will be informed. Let us move on now. We will take up the leave applications. صاحبزادہ خالد جان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 24 اگست کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت کی درخواست منظور کی جاتی ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، نواب محمد ایاز جوگیزئی صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 23 اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت کی درخواست منظور کی جاتی ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: We will now continue discussion on the.....

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی، جناب! جو نہیں آرہے ہیں ان کے لیے تو بات ٹھیک ہے لیکن جو ہماری کمیٹیوں میں ministers ہیں جیسے نصیر خان صاحب کی بات کی یا جو ہماری Social Welfare کی Advisor ہیں نیلوفر صاحبہ' یہ بھی ہمیشہ ہوتی ہیں اور جو نہیں ہوتے ہیں وہ ہیں فیصل صالح حیات صاحب۔ ان کا ہر ممبر کے ساتھ رویہ یہی ہوتا ہے۔ آپ سوالوں کو دیکھ لیں' ہم پوچھتے کچھ ہیں وہ جواب کچھ دے دیتے ہیں اور جناب والا! ان کا انداز آپ نے یہاں پر دیکھ لیا ہے۔ ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ سارا ہاؤس' حزب اقتدار یا حزب اختلاف کا کوئی مسئلہ نہیں ہے' ان کے رویے کا 110% مخصوص نوٹس لیں تب کام چلے گا۔

جناب چیئرمین، دیکھیے' بالکل notice لیا ہے۔ میں خود کہہ رہا ہوں کہ میں ذاتی طور پر بات کر کے' the House will be informed. اچھا جی پہلے speaker ہیں جناب بنگزئی۔ Speakers کے لیے کتنا وقت رکھا تھا! پانچ منٹ رکھا تھا۔ پانچ' پانچ منٹ ہیں اور کوشش کریں کہ repetition نہ ہو کیونکہ speakers کافی ہیں اور وقت کا ذرا خیال رکھیں۔ بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ ویسے بھی ادب میں جگالی نہیں کرنی چاہیے۔ ایک بات کو repeat کرنا ادب میں جگالی کہلاتا ہے۔ میں انشاء اللہ ادب میں جگالی نہیں کروں گا۔ میری جو بات بھی ہوگی to the point ہوگی اور کوشش کروں گا کہ مختصر بات ہو۔ مقصد' اپنے جذبات اور احساسات کو پہنچانا ہے۔ اس میں لمبی چوڑی تقریر کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! "تن ہمہ داغ داغ شد۔پنبہ کجا کجا نہم"

ترجمہ، میرے سینے کے ہر ایک گوشے میں داغ ہیں' میں یہ روئی کہاں کہاں رکھوں۔

اس وقت ہمارے ملک میں مہنگائی کے حوالے سے جو ایک رسم چلی ہے' جو ریت چلی ہے' میں سمجھتا ہوں یہ ہمارے غریب لوگوں کے لیے سامان قتل ہے۔ ہم انہیں معاشی طور پر قتل کر رہے ہیں۔جناب چیئرمین صاحب! چکی کے دونوں پاٹوں کے درمیان جس طرح گندم کو پیسا جاتا ہے' 15 کروڑ عوام کو اسی طرح پیسا جا رہا ہے۔ تمام دنیا میں بجٹ صرف ایک مرتبہ پیش کیا جاتا ہے جبکہ ہمارے ہاں ہر 15 دن بعد بجٹ پیش ہوتا ہے خصوصاً تیل کی قیمتوں میں کمی بیشی کے نام پر۔

جناب چیئرمین، پہلے مسئلہ عراق کا ہے۔ ابھی عراق پر بات چل رہی ہے۔ مہنگائی پر بعد میں بات ہو گی۔ ابھی تو عراق پر بات ہو رہی ہے۔ آپ عراق پر بولنا چاہیں گے یا مہنگائی پر بعد میں بولنا چاہیں گے؟

سینیٹر حاجی لیاقت علی بنگزئی، اچھا sorry میں تو بعد میں مہنگائی پر بولنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین، تو پھر مہنگائی پر دوپہر کے بعد بحث شروع ہو گی۔

سینیٹر حاجی لیاقت علی بنگزئی، ٹھیک ہے جی۔

جناب چیئرمین، سمیع الحق صاحب آپ بولنا چاہیں گے؟ جی بولیں۔ وقت کا خیال رکھئے گا۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! اجلاس جو بلایا گیا تھا تو اس میں بنیادی issue عراق اور مہنگائی دو چیزیں تھیں۔

جناب چیئرمین، بلوچستان کا issue بھی تھا اس میں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، جی بلوچستان کا بھی تھا۔ اب ساری بات گھوم پھر کر آدھ گھنٹے پر آ گئی ہے۔ تو یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اس وقت پاکستان کے لیے بھی اور پورے عالم اسلام کے لیے بھی۔ بہرحال آپ کا حکم ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ پانچ منٹ میں بات کر سکیں۔ یہ نہ ختم ہونے والی جارحیت کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے اور اس کا آغاز افغانستان سے ہوا۔ کل ہمارے محترم وزیر خارجہ خورشید قصوری صاحب نے بھی اپنی تقریر میں عراق کو چھوڑ کر طالبان اور افغانستان کے مسئلے کو زیادہ تفصیل سے عراق کے ساتھ link کیا۔

میں بھی یہی کہوں گا کہ کاش ہم نے اس وقت سوچا ہوتا جب افغانستان میں جو کچھ ہم نے کیا یا ہم سے کرایا گیا تو آج عالم اسلام کو یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا۔ میں نے U turn کا ذکر کیا تھا تو جناب وزیر خارجہ نے اس کی تردید کی۔ میں سمجھتا ہوں اس سے بدترین U turn تاریخ میں نہیں ہے جو ہم نے 9/11 کے بعد لیا ہے۔ علی الاعلان ہم جہادی قوتوں کے ساتھ تھے۔ ایک سرخ سامراج کا پنجہ جو وہ گاڑ چکا تھا اس کو ہٹانا چاہتے تھے اور ہم نے پورے ملک کی سالمیت کو داؤ پر لگا دیا۔ اس لیے اس وقت امریکہ خوش تھا اور ہماری پشت پناہی کر رہا تھا لیکن 9/11 کے بعد فوراً ہم نے اس ساری قوت اور اس بیس سال کی جدوجہد پر پانی پھیر دیا۔ چونکہ وہاں ایک سفید چمڑی والا سامراج آیا امریکہ' اب ہم اس کی پشت پناہی میں لگ گئے۔

ہم نے اس وقت کہا تھا کہ یہ سلسلہ نہیں ختم ہوگا۔ وہ ہماری سرحدات کو بھی روندے گا اور یہ آہنی قلعہ اگر ٹوٹ گیا تو پھر ایران' عراق اور شام کسی کی خیر نہیں ہوگی۔ میں آپ سے اتنی گزارش کروں کہ ابھی پچھلے ہفتے Rumsfield نے کتاب لکھی ہے "American Soldier" اس کی تفصیلات آہستہ آہستہ آ رہی ہیں۔ اس نے الٹا ہمیں بدنام کیا ہے کہ ہمارے سامنے نقشہ رکھا گیا اور جرنیلوں نے ستر اسی مقامات پر سرخ نشان لگایا کہ یہاں پر ہمارا ٹارگٹ افغانستان پر بالکل صحیح ہوگا۔ پھر اس نے یہ بھی کہا ہے کہ پاکستان نے اگر ہماری مدد نہ کی ہوتی

تو ہم کبھی بھی افغانستان میں کامیاب نہ ہو سکتے۔ یہ ساری چیزیں ہمارے لیے ہیں کہ ہم نے U turn لیا ہے' اپنے کیے کرائے پر ہم نے پانی پھیرا ہے اور آج اس کا خمیازہ ہم بھی بھگت رہے ہیں اور پورا عالم اسلام بھگت رہا ہے۔ آج وہ ہماری سرحدوں میں وانا اور مختلف ناموں کے مقامات پر داخل ہو چکا ہے اور وہ ہم سے اپریشن کروا رہا ہے۔ عراق کا مسئلہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس کا لمبا منصوبہ ہے اور وہ ایران کو اب آنکھیں دکھا رہا ہے۔ اس کے بعد اس کی شام پر نظریں ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان تو بغیر جنگ جدال اور توپ و تفنگ کے ان کی جھولی میں ہم نے ڈال دیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ افغانستان اور عراق سے زیادہ بدترین ہماری غلامی ہے۔ وہ دونوں تو آزاد ہیں افغانستان اور عراق جنگ لڑ رہے ہیں' Surrender نہیں کر رہے ہیں اور تاریخ کی بڑی عظیم قربانی دے رہے ہیں لیکن ہم بالکل چپ ہیں۔ ہم ہر معاملے میں اس عالمی coalition' شیطانی coalition کے ساتھ کھڑے ہیں جو عالم کفر کا coalition ہے اور اس کا سب سے بڑا منصوبہ ایک ہے کہ اسلامی ممالک کو ملیا میٹ کیا جائے۔ وہ عراق میں جو کچھ کر رہا ہے وہ ایک بڑی planning کا حصہ ہے۔ آج یہودی اور عیسائی ایک ہو گئے ہیں۔ ان کا مذہب ہی یہ ہے اور وہ اپنا یہ فریضہ سمجھتے ہیں' ان کی توریت اور انجیل میں یہ پیشن گوئیاں ہیں کہ ہمیں Greater Israel بنانا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام تب نازل ہوں گے کہ جب یہ سارا جزیرہ عرب ان کے قبضے میں ہوگا۔ اس کی تکمیل میں وہ ایک ہو گئے ہیں۔ ہندو بھی ان کے ساتھ ہیں اور Communists بھی ان کے ساتھ ہیں۔ کبھی مسلمانوں کے خلاف اتنا عالمی coalition نہیں بنا ہے جتنا آج ہے۔ میں اپنی بات مختصر کرتا ہوں کہ عراق کے بارے میں ہماری پالیسی ابھی بھی مبہم ہے۔ اس میں ابہام ہے' اس میں تضاد ہے' اس میں confusion ہے' کیونکہ کبھی ہم کہتے ہیں کہ اگر اسلامی ممالک عراق فوج بھیجیں گے تو تب ہم فوج بھیجیں گے۔ اس کے لئے یہ تیار ہو جاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ اگر اقوام متحدہ کہے تو پھر ہم فوج بھیج دیں گے۔ جناب والا! ہم اپنے معزز شہریوں کو کھو بیٹھے ہیں' وہ وہاں گم ہو گئے ہیں۔ ان کی لاشوں کا پتا نہیں ہے اور صدر صاحب نے ابھی حال ہی میں، نجف کے معاملے میں تشویش کا اظہار کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تشویش کا اظہار کافی نہیں ہے۔ تشویش تو فطرتاً ہر انسان کو ہے۔ اسلام کے مقدس مقامات کے ساتھ جو کچھ ہو رہا

ہے' وہ سب دیکھ رہے ہیں۔ آج تو حضرت علی کے روضہ کے قریب مسجد میں بھی بم گرا ہے۔ حضرت علی کے روضہ مبارک کی دیوار پر بھی رات کو بم گرے ہیں۔ آج اگر ہم نے اس کا نوٹس نہ لیا تو کل پھر مکہ معظمہ' نعوذباللہ اور مدینہ منورہ کی باری ہوگی۔ ان کا نقشہ ایسا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم نے Greater Israel میں مدینہ کی طرف پہنچنا ہے اور مدینہ کو دوبارہ دارالخلافہ بنانا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں اسلامی ' انسانی اور اخلاقی تمام لحاظ سے شدید ظلم و بربریت برپا ہے۔ ہمیں کھل کر ان کا ساتھ دینا چاہیے۔ ان کے ساتھ کھڑے ہونا چاہیے۔ یہی پاکستان کی بقا اور تحفظ کا آخری ذریعہ ہے ورنہ ہم پر جو مصیبت آئے گی' وہ ساری دنیا دیکھے گی اور کوئی ہمارے حق میں نہیں بولے گا۔ میں اتنی گزارش کروں گا کہ ہمیں واضح اور clear پالیسی اختیار کرنی چاہیے اور احتجاج کرنا چاہیے ۔ ان مقدسات کے تحفظ کے لئے ہمارے بس میں جو ہو ' اس میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: مہربانی۔ سید سجاد بخاری صاحب۔

سینیٹر سید سجاد حسین بخاری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ عراق کی صورت حال پر بات ہو رہی ہے۔ میں اس حوالے سے عرض کروں گا کہ

سسکیاں بھرتے ہوئے چیختے اس خطے میں
ہر کوئی لاش اٹھائے ہوئے ارمانوں کی
توڑ ڈالے کوئی ان ظلم کی زنجیروں کو
جن میں جکڑی ہوئی ہے یہاں روح بھی انسانوں کی
آتش درد میں جلتی ہوئی سب جانوں کی

آج جس اذیت ناک صورت حال سے مسلم امہ دوچار ہے اور جو کچھ عراق میں ہو رہا ہے اور جس نام سے ہو رہا ہے اور جس الزام پر ہو رہا ہے' وہ بڑا دلچسپ ہے بلکہ حیران کن ہے ۔ کہا جا رہا ہے کہ عراق میں باغیوں کے خلاف operation جاری ہے یعنی عراق کے عوام جو اپنی آزادی کا تحفظ کر رہے ہیں' تحفظ چاہتے ہیں' ان کو باغی کہا جا رہا ہے۔ مجھے انیسویں صدی کے وہ واقعات یاد آ رہے ہیں جب برصغیر پاک و ہند میں British East India Company نے

بہادر شاہ ظفر کے خلاف مقدمہ چلایا اور انہیں کہا کہ آپ بغاوت کے مجرم ہیں۔ آپ نے British Government کے خلاف بغاوت کی ہے ۔ اس پر بہادر شاہ ظفر نے کہا کہ آپ میرے ملک پر قابض ہیں اور باغی میں ہوں؟ یہ بڑی دلچسپ بات ہے کہ میرے ملک پر قابض آپ ہیں اور بغاوت مجھ سے سرزد ہو رہی ہے لیکن جو انجام ہوا' وہ آپ کو معلوم ہے ۔ اللہ نہ کرے کہ عراق میں بھی یہ انجام ہو کہ جو بھی حق پرست ہیں' جو بھی حریت پسند ہیں' ان تمام لوگوں کا خون گلیوں میں بے دریغ بہایا جائے اور پھر ایک وقت آئے جیسے سمیع الحق صاحب نے کہا کہ تمام مسلم امہ کو ملیا میٹ کر کے وہاں پر ایک Israeli State in larger prospect میں بنائی جائے تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کے آنے سے پہلے ہمیں ہوش کے ناخن لینے چاہیئں۔ اتنے زیادہ اسلامی ممالک ہیں اگر ان کی قوت جمع ہو جائے تو میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ان کو شکست دے سکتا ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے مسلم ممالک میں جو حکمران ہیں وہ اپنی اپنی حکومتیں بچانے کے لئے مسلمہ امہ کے مستقبل کو تاریک کر رہے ہیں۔ ہمیں اس صورت حال پر نہ صرف افسوس ہے بلکہ انتہائی تشویش ہے۔ ہم اس ایوان میں یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ کم از کم پاکستان کی حکومت' جسے اسلام کا قلعہ کہا جاتا ہے اور دنیا تسلیم بھی کرتی ہے' کوئی bold step لے اور اس جارحیت کو روکنے میں وہ اگر اپنا کوئی کردار ادا کر سکتے ہیں تو وہ ضرور ادا کریں ۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب رحمت اللہ کاکٹر صاحب ' نہیں ہیں ۔ جناب عزیز اللہ سانکزئی صاحب '

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانکزئی: شکریہ ' جناب چیئرمین صاحب! عراق کے مسئلے پر بحث ہو رہی ہے ' اگر ہم تھوڑا سا سوچ لیں تو یہاں بھی عراق سے کم منظر نہیں ہیں۔ عزت مآب میں آپ کی خدمت میںکیا عرض کروں اور آپ نے قید بھی پانچ منٹ کی لگائی ہوئی ہے ۔ عراق کی پانچ سرحدیں پانچ ملکوں سے ملتی ہیں۔میں آپ کو اومان' اردن کی سرحد سے عراق لے جاؤں گا۔سب سے پہلا عراق کا المزکیہ شہر ہے جب اردن کی سرحد ختم ہوتی ہے ۔ عزت مآب میں عراق کا دورہ کر چکا ہوں ۔ عراق ہمارا بھائی ہے اور بھائی رہے گا ۔ المزکیہ سے بغداد تک یہاں داستانیں ہیں ۔ دیکھنے والوں کے لیے عبرت ہے ۔ جناب چیئرمین! by road دس گھنٹے کا سفر کر کے جب

ہم لوگ بغداد پہنچے تو بسوں کے ڈھانچے ' انسانوں کے خون ' اور کاش! ہم امریکی فوجیوں کو نہ دیکھ سکتے ۔ اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں تھی۔جناب ! نمبر ۲ بغداد سے ۱۲۰ میل دور شاہراہ رمادی آتی ہے۔جب رمادی میں بے سرو سامانی کے عالم میں انہوں نے امریکی فوجیوں سے مقابلہ کیا اور ہماری ملاقات وہاں ایک بچے سے ہوئی ۔ جس نے کہا کہ میری والدہ بھی ماری گئی ہے ' باپ بھی مر چکا ہے ' بھائی بھی مر چکے ہیں اور میں آج اس لیے آپ کے سامنے ہوں کہ میرا عرب کوئی نہیں پہنچا ہے ۔ آپ عجمی ہیں اور پاکستان وہ پہلا ملک ہے جو سب سے پہلے یہاں پہنچ چکا ہے میں آپ کو اپنا باپ اور بھائی سمجھتا ہوں۔

اس کے بعد تیسرا شہر فلوجہ ہے۔ یہاں بھی آپ نے بڑے معرکے سنے ہوں گے اخبارات میں آئے ۔ عزت مآب ! وہاں اردن کی army نے ہسپتال بنایا ہے ۔ ہم نے وہاں دوائیاں دینی تھیں اور وہاں ہماری ان یتیموں اور بیواؤں سے ملاقات کرائی گئی ۔ انہوں نے کہا کہ ہم پاکستانی بھائیوں کو سلام کرتے ہیں جنہوں نے اس بے سرو سامانی میں ہمیں یاد کیا ہے ۔ عزت مآب! ہماری گورنمنٹ ابھی تک دیکھ رہی ہے۔ میری اطلاع کے مطابق ابھی تک ان کے لیے کوئی امدادی سامان نہیں پہنچا ہے۔ گستاخی معاف! انشاء اللہ پہنچے گا بھی نہیں ۔ کبھی یہ سوچا ہے کہ اگر یہ وقت ہم پر آجائے تو ہمیں بھی یہی لوگ کہیں گے کہ جی! ہم آرہے ہیں اور اس کی زندہ مثال ہے ہمارے وہ دوست ' جن کی گود میں ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں' ان لوگوں نے کہا کہ بیڑہ آرہا ہے بے فکر ہو جاؤ' اس بیڑے کا بیڑہ غرق ہو گیا' آج تک وہ ظاہر نہیں ہوا ' ہمیں کچھ ہوش کے ناخن لینے چاہئیں ۔ میں امام ابو حنیفہ کے مزار کے پیش امام کو سلام پیش کرتا ہوں جس نے جمعہ کے دن خطبہ دیا اور کہا کہ میں پاکستانیوں کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے ہماری مدد کی ہے اور میں ان لوگوں کو سلام پیش کرتا ہوں جو بے سرو سامانی میں شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار کو پاکستانی ڈاکٹرز کے لیے کھولا اور ہمیں شیخ عبدالقادر جیلانی کے مزار کی زیارت کروائی۔ میں ان کو دوبارہ سلام پیش کرتا ہوں۔ میں ان کو سلام پیش کرتا ہوں اس وقت باقر حکیم زندہ تھے ۔ جب ہم لوگ آٹھ دن کے بعد کربلائے معلیٰ پہنچے ' وہاں چلڈرن ہسپتال میں ہمیں دوائیں دینی تھیں ۔ میڈیسن مہیا کرنے تھے۔ باقر الحکیم اس دن کربلائے معلیٰ پہنچے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہمیں خصوصی طور پر وقت دیا اور کہا کہ میں پاکستانیوں کا حد سے زیادہ احترام کرتا ہوں ۔

عزت مآب ! پاکستانیوں کا احترام کیوں ہے ' ہم نے ان کا ساتھ دیا ہے اور ہماری گورنمنٹ شف شف کرتی ہے۔ یہ شفتالو آڑو ہوتا ہے۔ اردو میں اس کو آڑو بولتے ہیں۔ جب نہ کرنے کی نیت ہو تو کرتے ہیں شف شف یعنی اس کا مکمل نام نہیں لیتے ہیں۔ جناب! ایک پالیسی بنائیں۔ اگر آپ کا اختلاف ہے وہ ظاہر کر دیں۔ اگر ہاں تو کم از کم آپ کہہ دیں' موت تو آنی ہے۔ اس دنیا سے ہم نے جانا ہے لیکن شیر کی ایک پل کی زندگی گیدڑ کی ایک ہزار سال کی زندگی سے بہتر ہے۔ اس کے بعد باقرالحکیم نے کہا کہ ہمیں معلوم ہے کہ پاکستانی ہمارے کتنے خیر خواہ ہیں۔ اس کے بعد جناب والا! ہم نے سول ہسپتال نجف اشرف جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مزار ہے' وہاں گئے اور ہمیں دیکھ کر یہ حیرانی ہوئی کہ اس بے سروسامانی میں وہ لوگ ایک دوسرے کے کتنے ہمدرد ہیں۔ اس وقت تک امریکیوں نے وہاں پر پہنچنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اسی نمونے پر بصرہ' اسی نمونے پر کوفہ' اسی نمونے پر بقہ' اسی نمونے پرکرکوک جن کا ہم نے دورہ کیا۔ جہاں بھی ہم گئے' عراقی اپنے ایمان میں مضبوط ہیں' ابھی تک وہ لڑ رہے ہیں اور لڑتے رہیں گے۔ عزت مآب آپ قریب' بہت قریب ' بہت جلد سنیں گے کہ امریکہ بھاگنے کے لئے تیار ہے لیکن اس کو متبادل نہیں مل رہا اور اب وہ کوشش کر رہا ہے کہ پاکستان کو کسی طریقے سے وہاں پر پھنسواؤں اور اس کا value خراب کروں اور میں بھاگ جاؤں۔

جناب چیئرمین ! ہمیں متحد ہونا چاہیے' ہمیں کھل کر اپنے بھائیوں کی حمایت کرنی چاہیے۔ جیسے میرے ساتھیوں نے کہا کہ اگر یہی حال ہے کہ ہم بچ گئے' کل کو ہو سکتا ہے ہم پر بھی یہ حملہ ہو' کوئی جواب ہمارے پاس نہیں ہے۔ آپ نے دیکھ لیا ہمارے اندرونی حالات کیا ہیں۔ کل تک ہر بس اور ہر گاڑی پر لکھا ہوتا تھا پاک فوج کو سلام اور آج آپ دیکھ رہے ہیں کیا ہے۔ میں آپ سے دوبارہ گزارش کرتا ہوں' میں اپنے بادشاہ سلامت سے گزارش کرتا ہوں کہ وقت ایسا نہ آئے کہ آپ اکیلے کھڑے رہ جائیں اور آپ کا یہ دوست بھی آپ کو چھوڑ دے' نہ آگے کے رہیں نہ پیچھے کے۔ مجھے امید قوی ہے کہ اس وقت بھی وقت نہیں گیا ہے کہ آپ ان کی کھل کر حمایت کریں' اگر مرنا ہے تو عزت سے مرنا ہے اور اگر زندگی گزارنی ہے تو عزت کی زندگی گزارنی ہے۔ یہ کیا ہے کہ آپ بتائیں کہ ہم یوں ہو جائیں گے پھر یوں ہو جائیں گے۔ آج تک تو ہم بچے ہوئے ہیں اور انشاء اللہ آگے بھی ہم بچیں گے۔ یہ کوئی چھوٹا ملک نہیں ہے کہ

کوئی ہمیں ہڑپ کرے گا۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیے وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانکزئی، اچھا! عزت مآب! میں بالکل بات کو ختم کرنا چاہ رہا ہوں اور میں دوبارہ گزارش کرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ آج اگر ہم عراق کے حق میں نہ بولے اور اس کی حمایت نہ کی تو کل ہمارا نمبر آگیا تو ہمارے حق میں بھی کوئی بولنے والا نہ ہو گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ' جناب فرحت اللہ بابر۔

جناب فرحت اللہ بابر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں محترم سینیٹر مولانا سمیع الحق اور محترم سینیٹر عزیز اللہ سانکزئی صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہوں گا کہ جس طرح مولانا سمیع الحق صاحب نے کہا کہ عراق کی پالیسی کے بارے میں ہماری وزارت خارجہ میں ' ہماری حکومت میں ابہام پایا جاتا ہے۔ اس ابہام کو دور کرنے کی ضرورت ہے اور یہ ابہام اس لئے پایا جاتا ہے کہ جب عراق پر حملہ کیا گیا تو اس وقت دو وجوہات بتائی گئی تھیں۔ ایک وجہ یہ تھی کہ عراق میں weapons of mass destruction ہیں۔ دوسری وجہ یہ بتائی گئی تھی کہ عراقی حکومت کا "القاعدہ" اور دہشت گردوں کے ساتھ تعلق رہا ہے اور دہشت گرد وہاں پر چھپے ہوئے ہیں۔ بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ عراق میں نہ تو weapons of mass destruction تھیں اور نہ ہی وہاں پر "القاعدہ" یہ بات خود اقوام متحدہ نے بھی تسلیم کی' امریکہ نے بھی تسلیم کیا' برطانیہ نے بھی تسلیم کیا اور ان تمام coalition ممالک نے تسلیم کیا جن کی فوجوں نے عراق پر چڑھائی کی تھی۔

اب گزشتہ مہینے خود اقوام متحدہ کے خصوصی ایلچی لخدار براہیمی نے اس بات کا اعتراف کیا ہے اور یہ میں آپ کی اجازت سے پڑھ کر سنا دیتا ہوں' انہوں نے کہا کہ "US led invasion has brought terrorism to Iraq" یعنی عراق میں دہشت گردی وہاں امریکی فوجوں کے آنے کی وجہ سے ہے' عراق میں دہشت گردی پہلے نہیں تھی' عراق پہلے دہشت گرد ملک نہیں تھا' امریکی افواج کے آنے کے بعد وہاں دہشت گردی لائی گئی ہے۔

اس لئے میں مولانا سمیع الحق صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ

اب وقت آ گیا ہے کہ پاکستان عراق کے بارے میں اپنی خارجہ پالیسی پر نظرثانی کرے کیونکہ اب معلوم ہو گیا کہ weapons of mass destruction نہیں ہیں، معلوم ہو گیا کہ ان کا کسی دہشت گردی سے تعلق نہیں تھا اور خود اقوام متحدہ کے ایلچی لخدار براہیمی نے کہہ دیا ہے کہ وہاں پر دہشت گردی امریکی افواج کی وجہ سے ہو رہی ہے۔

محترم عزیز اللہ سانکزئی صاحب نے تھوڑی دیر پہلے کہا کہ یہاں بھی عراق سے کم صورتحال نہیں ہے۔ اگرچہ کل محترم وزیر خارجہ صاحب نے یقین دہانی کی کوشش کی کہ ہماری حکومت ملکی اور عوامی مفاد میں فیصلے کرے گی لیکن سانکزئی صاحب کی یہ بات بڑے پتے کی ہے کہ پاکستان میں بھی عراق سے کم صورتحال نہیں ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی حکومت نے پاکستان میں خود عراق کو ایک role model بنا لیا ہے۔ میں آپ کی اجازت سے تین یا چار ایسے واقعات بیان کروں گا کہ جس سے یہ ثابت ہو گا کہ موجودہ حکومت نے role model بنایا ہے کہ جو کچھ عراق میں ہو رہا ہے وہ پاکستان میں apply کرنے کے لئے ہے۔

جناب والا! نجف میں مقدس مقامات پر حملہ ہوا، جس روز وہاں مقدس مقامات پر حملے ہوئے پاکستان میں مسجدوں پر چھاپے پڑے۔

عراق میں کہا گیا کہ روضہ علی میں دہشت گرد چھپے ہوئے ہیں، اس کے اگلے روز پاکستان میں کہا گیا کہ اسلام آباد کی مرکزی مسجد، لال مسجد دہشت گردوں کا گڑھ ہے۔ عراق میں سول حکومت بے دست و پا ہے اور وہاں پر somebody else is calling the shate پاکستان میں سول حکومت، کابینہ اور پارلیمان بے دست و پا ہے، بے اختیار ہے اور یہاں اختیار کسی اور کے پاس ہے۔

جناب والا! گزشتہ ہفتے رمز فیلڈ نے واشنگٹن میں بیٹھ کر کہا کہ امریکہ کی اہم تنصیبات پر حملے کے انکشافات ہوئے ہیں۔ اگلے روز پاکستان میں یہ انکشاف کیا گیا کہ دہشت گردوں نے GHQ، ایوان صدر اور امریکی سفارتخانے پر حملے کے منصوبے بنائے تھے اور پھر خود اس انکشاف کی بھد یوں اڑائی کہ ساتھ یہ بھی کہا کہ دہشت گردوں نے GHQ اور ایوان صدر کو بموں سے اڑانے کے ساتھ ساتھ لال حویلی کو بھی بم سے اڑانے کا منصوبہ بنایا تھا۔

جناب والا! اُدھر کولن پاؤل نے کہا کہ عراق کی موجودہ صورتحال سے عراق میں

investmen پر فرق نہیں پڑے گا' گزشتہ جمعہ کو آپ کے شہر کراچی میں جنرل پرویز مشرف
نے کہا "Law and order is not affecting investment in Pakistan." اور جناب والا!
یاں کونڈا لیزا رائس نے کہا کہ coalition forces نے عراقی عوام کے خلاف کوئی مہم نہیں
ائی' وہاں چند دہشت گرد اور شرپسند ہیں۔ یہاں پر جنرل پرویز مشرف صاحب نے کہا کہ "
چستان میں کوئی آپریشن نہیں ہو رہا اور security agencies صرف ان چند دہشت گردوں کا
چھا کر رہی ہیں جو فائرنگ اور دیگر جرائم میں ملوث ہیں۔"

آخری بات یہ تھی کہ وہاں یہ کہا گیا کہ دہشت گردوں کے ایک Master Mind نے
فیہ طور پر واشنگٹن کا دورہ کیا تھا کہ وہ واشنگٹن میں اہم تنصیبات کو اڑانے کے لئے planning
کرے اور عجیب اتفاق ہے کہ یہاں پر بھی یہ انکشاف ہوا کہ "القاعدہ" کا ایک اہم رکن ابو عیسیٰ
ندی جو حال ہی میں برطانیہ سے گرفتار ہوا تھا اس نے بھی پاکستان کا خفیہ دورہ کیا تھا۔ سانکرزئی
احب نے خوب کہا ہے کہ پاکستان میں وہی کچھ ہو رہا ہے جو عراق میں ہو رہا ہے۔

جناب والا! آخری بات جس پر میں اپنی گفتگو ختم کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ کل جو
زیر خارجہ صاحب نے کہا کہ ہم پارلیمان سے' عوام سے اور ان کی خواہشات کے مطابق فیصلے
کریں گے۔ میری صرف reservation یہ ہے کہ بدقسمتی سے پاکستان میں فیصلے عوام کی
واہشات کے مطابق نہیں ہوتے' پارلیمان کی خواہش کے مطابق نہیں ہوتے۔ فیصلے کرنے والا
کوئی دوسرا فرد واحد ہے۔ وہ واحد شخص ہے جو فیصلے کرتا ہے' اس لئے بڑا مشکل ہے کہ ہم وزیر
ارجہ صاحب کی اس یقین دہانی پر یقین کر سکیں۔ انہوں نے کہا کہ قومی مفاد میں فیصلے کئے
ائیں گے۔ Some how Mr. Chairman, اس لفظ "قومی مفاد" سے ہمیں کوئی چڑ سی آنے
گی ہے۔ جب آپ نے ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو اقتدار سنبھالا اور منتخب حکومت کو چلتا کر دیا تو آپ نے
یہی کہا تھا کہ یہ قومی مفاد میں تھا۔ جب آپ نے ایک منتخب وزیر اعظم کو سزا دی تو یہی کہا گیا
کہ یہ قومی مفاد میں تھا۔ جب ۱۰ دسمبر ۲۰۰۰ میں اس وزیر اعظم کو ملک بدر کیا گیا تو یہی کہا گیا کہ
قومی مفاد میں تھا۔ جب آپ سے کہا گیا کہ آپ وہ معاہدہ سامنے لائیں جس کے تحت آپ نے
س وزیر اعظم کو ملک بدر کیا تو آپ نے کہا کہ معاہدہ اس لئے سامنے نہیں لاتے کہ یہ قومی مفاد
یں ہے۔

جناب والا! ہمیں اس لفظ "قومی مفاد" پر بڑا شک ہے۔ میری گزارش یہ ہوگی کہ جس طرح ہمارے دوسرے دوستوں نے کہا کہ پاکستان کی عراق پر جو خارجہ پالیسی ہے اس پر نظرثانی کی جائے اور سانکزئی صاحب نے کہا کہ شپ شپ نہ کرو سیدھا سادہ شفتالو کہو۔ پارلیمان میں خارجہ پالیسی پر بحث کرائی جائے اور حکومت عراق سے قابض فوجوں کی واپسی کا برملا مطالبہ کرے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ Its 12.30, should we adjourn to reconvene and continue on Iraq? No. I am asking the House. وسیم صاحب کدھر ہیں؟ تین بجے پھر تھوڑا عراق کا کر لیجیئے گا اس کے بعد price hiking کر لیجیئے گا۔ تقریباً 8 speakers رہتے ہیں تین بجے عراق پر continue کریں گے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: ٹھیک ہے sir.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: لیکن تین بجے points of order نہ ہوں۔

جناب چیئرمین: میں تو ہمیشہ کہتا ہوں کہ points of order کا سلسلہ جب ایک دفعہ شروع ہو جاتا ہے تو پھر سب بولنا چاہتے ہیں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, at the end of the day the Opposition would like to move a resolution also.

Mr. Chairman: We will continue on Iraq. Now we adjourn the House and reconvene at 3.00 p.m.

Senator Mian Raza Rabbani: Right sir.

Mr. Chairman: Wasim sahib, we are adjourning now and will continue on Iraq debate and reconvene at 3.00 p.m. The House is adjourned and we will reconvene at 3.00 p.m. Thank you very much.

[The House was then adjourned to meet again at 3.00 p.m. the same day]

[The House re-assembled at 3.21 P.M. with Mr. Chairman, Mohammedmian Soomro in the Chair.]

جناب چیئرمین۔ رضا صاحب! آپ بولیں گے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب چیئرمین! عراق کا مسئلہ زیر بحث ہے۔ مجھے یہ فخر ہے کہ جب امریکہ اور برطانیہ نے عراق کی آزادی اور اس کے اقتدار اعلیٰ پر قبضہ کیا تو اس دن میں نے اس floor پر کہا تھا، شاید میں پہلا شخص تھا جس نے یہ واضح طور پر کہا تھا کہ عراق سامراجی امریکہ کے لیے ایک اور ویت نام ثابت ہوگا کیونکہ امریکہ نے دنیا بھر کے عوام کی مرضی کے خلاف، اقوام عالم کے نمائندہ ادارے اقوام متحدہ کے خلاف، تمام بین الاقوامی اصولوں کو پامال کرتے ہوئے بغیر کسی جواز کے اس آزاد اور خود مختار ملک پر یلغار کی، اس پر قبضہ کیا اور وہاں آگ اور خون کا انسانیت سوز عمل شروع کیا۔ اس وقت شاید میری یہ بات اس ایوان کے بہت سارے اراکین کو عجیب سی لگی تھی لیکن بعد کی صورت حال نے یہ ثابت کیا کہ یہی حقیقت تھی اس لیے کہ عراق کے عوام نے اپنی آزادی اور خود مختاری کے دفاع کے لیے ہمت اور مردانگی کے ساتھ اس سپر طاقت کا مقابلہ کیا اور ثابت کیا کہ امریکہ دنیا کے لیے کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جس کے خلاف آزادی کی تحریکیں یا اس ملک کے عوام جو اپنی آزادی سے محبت رکھتے ہیں وہ اس کے خلاف نہیں لڑ سکتے ہیں۔ اب دنیا پر واضح ہے کہ عراق کے عوام نے امریکہ کے اس غرور اور اس کی طاقت کے نشے کو خاک میں ملا دیا ہے اور وہ دن دور نہیں جب عراقی عوام کی ہمت کے سامنے امریکہ کی یہ سپر طاقت ایک ڈھیر ثابت ہوگی اور عراقی عوام کی آزادی اور خود مختاری اور ان کا اقتدار اعلیٰ بحال ہوگا۔

اس وقت پروفیسر صاحب شاید بیٹھے ہوئے نہیں ہیں، میں ان کی تمام باتوں سے اتفاق کرتا ہوں جس میں انہوں نے کہا کہ خود امریکہ برطانیہ اور یورپ کے عوام کی رائے کے مطابق امریکہ کا یہ حملہ بھی بلاجواز اور انتہائی غیر قانون اور غیر آئینی تھا۔ اقوام عالم کے اصولوں

کے برخلاف تھا۔ یہ ایک استعماری قبضہ ہے جس کے نتیجہ میں ایک خود مختار ملک کی خود مختاری کا خاتمہ ہوا ہے۔ لیکن جناب چیئرمین! میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ امریکہ کو Middle East میں عراق پر حملہ کرنے کا موقع کیسے فراہم ہوا؟ اس کو یہ ہمت کیسے ہوئی؟ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ نام نہاد اسلامی علم بردار' اسلام کی نام لیوا قوتیں جو ہمیشہ سامراجی ملک کے لئے استعمال ہوئیں' ان کی آلہ کار بنیں۔ امریکہ کے عزائم یہ تھے کہ وہ اس قوت کو جو امریکہ کے مدمقابل تھی' جو ایک مرکز بنی ہوئی تھی' دنیا بھر کی آزادی پسند قوتوں' امن و انصاف کی قوتوں' آزادی اور جمہوریت کی قوتوں کے لئے وہ ایک سپرپاور تھی جو سوویت یونین کی صورت میں تھی۔ سوویت یونین کو منظر سے ہٹانے کے لئے' اس کو ناکام کرنے کے لئے امریکہ نے ان قوتوں کو آلہ کار بنایا۔ جناب والا! جو اسلام کے علم بردار بنے ہوئے ہیں' اسلامی امہ' جو اسلام اور اسلامی اخوت کی قوتیں تھیں' انہوں نے بھی امریکہ کی پشت پناہی کی' امریکہ کے آلہ کار کا کردار ادا کیا اور وہ امریکہ کے لئے اس تمام علاقے پر بالادستی قائم کرنے کے لئے ایک ذریعہ بنے۔

جناب چیئرمین! میں اس میں ایک اور اضافہ کروں کہ جو کچھ اب تک عراق میں ہو چکا ہے' سامراجی یلغار اور قبضے کے نتیجہ میں عراقی عوام کا جس پیمانے پر خون بہایا گیا ہے' عراقی عوام کی تمام دولت' ان کے مملکتی ادارے کو جس بے دردی سے تباہ کیا گیا ہے' وہ اس کا عشرعشیر نہیں جو امریکہ کی سرپرستی میں گزشتہ دو دھائیوں کے دوران افغانستان میں ہوا۔ جناب والا! یہ وہی قوتیں تھیں جو بڑی خوش تھیں کہ امریکہ کی اس مدد سے اور اس یلغار سے جو افغانستان پر ہوئی تھی' سوویت دشمنی کے نام پر' آج اس ملک میں جو صورت حال ہے' وہ ہماری اس پالیسی کا نتیجہ ہے۔ جناب والا! عراق اور افغانستان کی صورت حال میں بنیادی فرق ہے۔ عراق میں امریکہ نے واضح طور پر استعماری قبضہ کر رکھا ہے' وہاں کے اقتدار اعلیٰ کا خاتمہ کیا ہے۔ جب کہ افغانستان میں امریکہ کی موجودگی' اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کی قرارداد کے عین مطابق ہے۔ اقوام عالم کی حمایت کے ذریعہ اور افغان عوام کی مرضی کے مطابق افغانستان میں خارجی عالمی دہشت گردوں کے قبضہ سے نجات دلانے کے لئے امریکہ کا وہاں پر role ہے اور اقدامات ہیں۔ اس لئے افغانستان میں امریکہ کے لئے کوئی مشکل نہیں' نہ ہی کوئی مسئلہ ہے۔ اس کو خطے کے ممالک کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ اقوام عالم کی اور افغان عوام کی' اور اسی طرح امریکہ کا عراق میں جو role

ہے اس کے خلاف دنیا بھر کی رائے عامہ خود امریکی عوام، یورپ کے عوام کی رائے اس کے خلاف ہے اور وہ document جس کا پروفیسر خورشید صاحب نے ذکر کیا اس سے بالکل واضح ہے کہ یہ حملہ، یہ یلغار بلاجواز تھی۔

جناب چیئرمین! ہمارے اسلام کے نام لیوا ان حضرات کو اس حقیقت کا اعتراف کرنا چاہیے، ماضی کی اس غلطی کو تسلیم کرنا چاہیے کہ یہ امریکی عزائم کے لیے استعمال ہوئے تھے۔ اس خطے پر امریکی بالادستی کے لیے، امت مسلمہ اگر کوئی چیز ہے، امت مسلمہ وہ نہیں جو امریکہ کی آلہ کار بنی تھی۔ عراق کے عوام کے علاوہ عرب عوام نے اپنی آزادی کے لیے جو جدوجہد جاری رکھی تھی اس کو ناکام بنانے کے لیے سعودی عرب، اردن، کویت اور جتنے بھی یہ نام ہیں چند ممالک کے علاوہ یہ سب کے سب استعمال ہوئے تھے۔ جناب چیئرمین! مصر جو امریکی آلہ کار تھا وہ اس جرم کی بنا پر عرب لیگ سے نکالا گیا تھا لیکن ہمارے باطل جرنیل جنرل ضیاء الحق کی مدد سے اس کو ایک بار پھر عرب لیگ کا ممبر بنایا گیا۔ آج ہمارے سامنے اس پالیسی کے نتائج ہیں کہ عراق ایک ملک کی حیثیت سے جو اپنی خود مختاری کے دفاع کے ساتھ ساتھ تمام عرب قوم کی، عرب عوام کی، سرزمین امت مسلمہ کے دفاع کی جنگ لڑ رہے تھے اور یہ جنگ آج سے نہیں تھی ان کی جنگ کئی دہائیوں سے جاری تھی اور عراق کو صرف اس کی سزا دی گئی۔ صدام اور اس کی پارٹی بعث کے راہنماؤں سے عراق کے عوام کی دراصل قومی آزادی کے دفاع کی جنگ تھی، عرب عوام کی نجات کی جنگ تھی اور وہ جنگ امریکی استعمار کے خلاف حقیقی جنگ تھی۔ امریکی سامراج اور اس کے حواریوں کے خلاف، اور وہ قوتیں جو امریکہ کی آلہ کار تھیں پاکستان سے لیکر سعودی تک وہ استعمال ہوئے۔

جناب چیئرمین! اور آج ہم یہ رونا رو رہے ہیں کہ عراق میں یہ مظالم ہو رہے ہیں اور ان مظالم میں ہم شامل ہیں۔ اس میں وہ تمام قوتیں شامل ہیں جنہوں نے امریکہ کے ساتھ مل کر دنیا کے balance کو بگاڑ دیا۔ سوویت یونین کو ناکام کیا۔ اس کو سیاسی طور پر شکست دی۔ اگرچہ سپر پاور کی حیثیت سے اس کا وجود اب بھی ہے۔ دنیا کی وہ قوتیں جو non-allied ممالک کی صورت میں، جو قومیں آزادی کی تحریکوں کی صورت میں، جو سوشلسٹ بلاک کی صورت میں ایک محاذ تھا، اس نے امریکہ کا محاصرہ کر رکھا تھا اور اس محاصرے کو توڑنے میں ہماری انہی قوتوں نے role

ادا کیا اور اس role کا انہیں اب خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے اور یہی ہمارے ملک کا المیہ ہے۔ ہم نے امریکہ کے لیے بدترین دہشت گردی کے مواقع فراہم کیے۔ ہم نے دنیا بھر کے دہشت گردوں کو اس ملک میں جمع کیا اور یہیں سے امریکہ کے عزائم کے لیے افغانستان کے خلاف استعمال کیا' دنیا بھر کی انصاف پسند قوتوں کے خلاف استعمال کیا اور اب جب ان قوتوں کو امریکہ سمیت اس خطے میں شکست ہوئی' جو وسط ایشیاء کو عدم استحکام کا شکار بنانا چاہتے تھے' افغانستان پر ہمیشہ کے لیے قبضہ جمانا چاہتے تھے' تو یہ دنیا بھر کے دہشت گرد اب وہاں سے کوچ کر کے ہمارے ملک میں جمع ہیں ---

جناب چیئرمین: رضا صاحب وقت کا خیال رکھیئے۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! یہی مسئلہ ہے۔ اس ملک کی سالمیت اور بقا کو ہماری ماضی کی پالیسیوں کے نتیجے میں بدترین چیلنجوں کا سامنا ہے اور یہ جو ہماری پارلیمنٹ پر خطرہ لٹک رہا ہے' ہمارا صدر' ہمارے تمام عوام غیر محفوظ ہیں' ہمارے مملکتی ادارے غیر محفوظ ہیں۔ اس کا اصل سبب یہ ہے کہ ہم نے ماضی میں ایسی پالیسیاں اختیار کی تھیں جو ہماری نہیں تھیں' اس ملک کے مفاد میں نہیں تھیں۔ جناب چیئرمین! اب یہ ملک دہشت گردی کے چیلنج سے دوچار ہے اور یہ وہ تمام دہشت گرد ہیں جو کل تک امریکہ کے بدترین آلہ کار تھے اور جو ایک ایک امریکی مفاد کے لئے لڑتے رہے۔ جناب چیئرمین! اگر ہم نے عراق میں امریکی رول کی مذمت نہ کی اور عراق کی آزادی کا دفاع نہیں کیا' اس میں ہم نے بحیثیت ملک اپنا رول ادا نہ کیا تو اس کا نتیجہ ہمیں بھی بھگتنا پڑے گا۔ اس لیے کہ ہم وہی جنگ اب تک لڑ رہے ہیں۔ ہمیں ان مسائل کا سامنا ہے جو گزشتہ دو دہائیوں کی پالیسیوں کے نتیجے میں پیدا ہوئے' آج عراق کے عوام اس سے دوچار ہیں اور دہشت گردی کی صورت میں ہم اس سے دوچار ہیں۔

جناب چیئرمین! میں عراقی عوام کی جرأت اور ہمت کو داد دیتا ہوں اور ان کی جائز قومی آزادی کی' نجات کی' جدوجہد کی' بھرپور حمایت کرتا ہوں' وہاں امریکہ اور اس کی حواری تمام قوتوں کے غاصبانہ قبضے کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔ میں اقوام عالم سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ عراق پر خاموش تماشائی نہ بنیں' عراقی عوام کا جو قتل عام اس وقت جاری ہے یہ انسانیت کے لئے ایک

بہت بڑا چیلنج ہے۔ دنیا کے ممالک نے اگر مستقبل کے امن کو یقینی بنانا ہے، مستقبل کے سماجی انصاف، قانون کی حکمرانی کو یقینی بنانا ہے تو جناب چیئرمین! ان کو عراق میں اپنا رول امریکی سامراج کے خلاف ادا کرنا ہوگا۔ اسی طرح ہمارے ملک کو دہشت گردی کے خلاف، اس کے مکمل خاتمے کے خلاف کردار ادا کرنا ہوگا۔ یہاں مولانا سمیع الحق نے پہلے تقریر کی، وہ رونا رو رہے تھے، یہ وہ مولانا سمیع الحق ہیں جنہوں نے افغانستان کے قتل عام کو صحیح کہا، یہ وہاں کی لوٹ مار کو مال غنیمت تصور کرتے تھے۔ افغان خواتین کو پکڑ کر یہاں باندھ دیتے تھے اور ان سے نکاح کرتے تھے۔ مولانا نے اس Floor پر کہا تھا کہ یہ مال غنیمت ہے۔ قاضی حسین احمد یہاں سے ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر خوست جایا کرتے تھے۔ اس جہاد میں جو امریکہ کی سربراہی میں ہو رہا تھا، وہ اس میں اپنا رول ادا کرتے رہے۔ آج وہ نہ روئیں، ان کو چاہیے کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کریں اور آئندہ کے لئے عالمی سامراجی استعماری قوتوں کا آلہ کار بننے سے باز رہیں۔ تشکر جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: سید ہدایت اللہ شاہ۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! عراق کا مسئلہ اس وقت پوری امت مسلمہ کا مسئلہ ہے۔ عراق ایک ایسا ملک تھا جس پر سب سے پہلے اقتصادی پابندی لگا دی گئی اور ایسے کمزور و نحیف ملک پر ساری سامراجی طاقتوں نے مل کر حملہ کر دیا۔ اس کا اقتصادی نظام پہلے تباہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد تمام قوتوں نے مل کر عراق کو تباہ کیا۔ حال یہ ہے کہ وہ سامراجی طاقت امریکہ جس نے نہ تو اقوام متحدہ کی بات سنی اور بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک غریب قوم پر، ایک کمزور قوم پر، بدحال قوم پر گھوڑے کی طرح دوڑ پڑا۔ اس وقت وہاں پر ہزاروں اور سینکڑوں کے حساب سے لوگ شہید ہو رہے ہیں۔ مسلمانوں کے مقدس مقامات محفوظ نہیں ہیں۔ مساجد محفوظ نہیں، مدارس محفوظ نہیں اور اس وقت امت مسلمہ یا ایسے اسلامی حکمران جن کے اندر ایمان کی غیرت نہیں یا بے حسی ہے یا ان کے اندر غیرت نہیں انہیں چاہیے کہ پورے عالم اسلام کو اکٹھا کر کے امریکہ کی اس یلغار کو روکا جائے۔ حال یہ ہے کہ دو عمارتوں کی وجہ سے جو امریکہ کے اندر تباہ ہوئیں، دو ممالک کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ افغانستان کے مسلمانوں کو شہید کیا جا رہا ہے۔ فلسطین کے مسلمانوں کو شہید کیا جا رہا

ہے۔ کشمیر کے مسلمانوں کو شہید کیا جا رہا ہے۔

اس وقت جو عراق میں مسئلہ چل رہا ہے' میں اس مسئلے کے بارے میں گزارش کروں گا کہ حکومت پاکستان کو چاہیے کہ تمام اسلامی ممالک کی ایک کانفرنس بلائے اور سارے اسلامی ممالک اتفاق کریں تاکہ امریکہ کے اس یلغار کو روکا جائے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ مجھ سے پہلے ایک فاضل ممبر نے جو اسلامی جماعتوں پر الزام لگایا ہے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ عرب ممالک کو لوگ الامت العربیہ کہتے تھے' وہ قوم پرست تھے اگر وہ یہ کہتے کہ الامت الاسلامیہ لا شرقیہ لا غربیہ لا جنوبیہ تو آج مسلمانوں کا یہ حال نہ ہوتا اور نا اتفاقی کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ قوم پرست تھے' انہوں نے اسلامی تعلیم سے بغاوت کی' اللہ اور اللہ کے رسول (صلعم) سے بغاوت کی اور خود بش نے اعلان کیا کہ یہ صلیبی جنگ ہے' یہ مسلمانوں اور کفر کے درمیان جنگ ہے۔ اس نسبت سے آج اگر مسلمان اتفاق نہیں کرتے تو کل وہ دن دور نہیں کہ ہمارا یہ ملک پاکستان بھی محفوظ نہیں ہو گا۔ آج جہاں جہاں امن ہے وہاں امریکہ پہنچ کر اس امن کو تہہ و بالا کر رہا ہے۔ کل پاکستان کی بھی باری ہے' ہمارے حکمرانوں کو چاہیے کہ ایک واضح پالیسی اختیار کریں تاکہ جو آنے والے خطرات ہیں اس کا مقابلہ کیا جائے۔ اللہ پاک مسلمانوں کا حامی و ناصر ہو۔ مسلمان اس وقت خربوزے کی طرح کٹ رہا ہے' شہید ہو رہا ہے' نہ ان کی عزت محفوظ ہے' نہ ان کی جان محفوظ ہے اور نہ ان کا مال محفوظ ہے۔ مسلمانوں کو بنیادی حقوق سے ایک منظم طریقے سے محروم کیا جا رہا ہے۔ ہم اس کی پُر زور مذمت کرتے ہیں اور امریکی سامراج اور اس کے اتحادیوں کی بھی مذمت کرتے ہیں کہ جو اس کے اتحاد میں شریک ہیں۔ و آخر و دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین: سید مراد علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید مراد علی شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں ایک دو منٹ رضا محمد رضا کو جواب دینے کے لئے لوں گا۔ جناب والا! یہ تمام واقعات جو ہوئے ہیں اس کی بنیادی وجہ 9/11 ہے اور اب جو کمیٹی بنی ہے اس میں انہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ 9/11 کا جو واقعہ ہوا ہے وہ CIA کے علم میں تھا کہ یہ لوگ جا کر یہ کام کر رہے ہیں اور یہ انہوں نے خود کرایا ہے۔ 9/11 کو ہماری حکومت بھی اور تمام لوگ ایک fact جان کر اس پر یہ تمام بنیاد

بناتے ہیں حالانکہ یہ بنیاد ہی سرے سے غلط ہے۔ امریکہ اس سے پہلے ویت نام میں جا چکا ہے' عوامی طاقت کے سامنے کوئی قوت نہیں ٹھہر سکتی۔ ظلم اور بربریت میں امریکہ نے جو کچھ کیا ہے اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے weapons of mass destruction کے حوالے سے اور بہت ساری اور چیزوں کو بنیاد بنا کر عراق پر حملہ کیا لیکن عراق میں ان کو کوئی ایسی چیز نہیں ملی۔ انہوں نے جو ظلم کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے' خود اپنی امریکنوں پر جو ظلم کیا' 160 gang rape ان عورتوں پر کیا ہے جو ان کے ساتھ شانہ بشانہ لڑنے آئیں تھیں اور جو رپورٹ نہیں ہوئے وہ اس سے زیادہ ہیں۔ آپ خود سوچ لیں کہ انہوں نے وہاں local لوگوں پر کتنا ظلم کیا ہو گا۔ یہ اب اپنے تابوط نہیں بتا رہے' کوئی یہ نہیں بتا رہا کہ ان کے کتنے مارے گئے ہیں۔ نجف اور کربلا میں اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے اس کو مسلمانوں میں برداشت کرنے کی قوت نہیں ہے۔ یہ صرف Greater Israel بنانے کے لئے design کیا جا رہا ہے۔ Greater Israel کے نقشے میں مکہ اور مدینہ دونوں شامل ہیں اور یہ اس کی طرف advance کر رہے ہیں۔ اگر ہم نے اس کا ہاتھ نہ روکا تو خدا خبر کیا ہو گا۔ اسے وہ "ہرم گردان" کہتے ہیں یعنی وہ لڑائی جو آخر میں لڑی جائے گی جس میں عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور بش انکا استقبال کرے گا' یروشلم پر یہودیوں کی حکومت ہو گی' "Reban Avengilist" ان کا عقیدہ ہے اور اس عقیدہ کا وہ برملا اظہار کرتا ہے اور خود اس نے کہا ہے کہ یہ ایک صلیبی جنگ ہے۔بش نے خود کہا ہے کہ یہ ایک صلیبی جنگ ہے اور صلیبی جنگ کے متعلق اس کا یہی نظریہ ہے۔ اس کے اوپر عیسائی مولوی پوری طرح dominant ہیں اور اس کو guide کر رہے ہیں۔ اس کو مشورے دے رہے ہیں۔ ان کے مشوروں کے ماتحت وہ کام کر رہا ہے۔ اس کا خود I.Q بڑا کم ہے لیکن ان کے مشوروں کے مطابق وہ آگے چل رہا ہے۔ اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ اخرج الیہودہ و النصریٰ من جزیرۃ العرب کہ جزیرہ عرب سے یہود اور نصریٰ کو نکالنا ہو گا۔ یہ ہمارے لئے ہے۔ اگر ہم نہیں کر سکتے تو یہ اور بات ہے لیکن target یہی ہونا چاہیے اور اس کو follow کرنا چاہیے۔ اس کی طرف کوشش کرنی چاہیے۔ اگر نہیں ہو سکتا تو یہ اور بات ہے لیکن یہاں ہتھیار ڈال دینا اور اس کو ختم کر دینا یہ بہت عجیب قسم کی بات ہے۔

رہا افغانستان کا مسئلہ۔ افغانستان کے معاملے میں یہ So Called Nationalists ہمیشہ

امت مسلمہ کی جب ہندو سے جنگ تھی تو یہ ہندو کے ساتھ تھے۔ جب روس کے ساتھ مسلمانوں کی لڑائی تھی تو یہ روس کے ساتھ تھے۔ اب جب ہماری لڑائی ہے تو یہ امریکہ کی گود میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمیشہ مسلمان قوم کے خلاف ان لوگوں نے ساتھ دیا ہے۔ خود اپنے نام بدلوا دیئے تھے۔ کوئی بلوچی گاندھی تھا' کوئی سرحدی گاندھی تھا اور بالکل ہندو مذہب کو adopt کر لیا تھا۔ آج یہ امریکہ کی گود میں بیٹھے ہیں۔ اگر ہم روس کا مقابلہ نہ کرتے تو آج روس خلیج میں بیٹھا ہوتا۔ اس کا تمام energy resources پر قبضہ ہوتا۔ تمام دنیا میں وہ super power ہوتا۔ ہم نے اس کی کمر توڑی۔ خود واجپائی نے اس وقت بیان دیا تھا کہ جو قندھار میں کیمپ کرتا ہے وہ دھلی پہنچتا ہے۔ اس کا target افغانستان نہیں تھا۔ اس کا بھی target امت مسلمہ تھی اور وہ اپنے زخم چاٹتے ہوئے وہاں بیٹھا ہے اور مسلمانوں کو گڑمتی سے لے کر البانیہ تک' یہ پاکستان سے بیس گناہ بڑا علاقہ ہے۔ اس میں مسلمانوں کو آزادی حاصل ہوئی ہے۔ لینن اور سٹالن نے جو کروڑوں افراد کو قتل کیا تھا اور بربریت کا بازار گرم کیا تھا' اس قوم کو ہم نے اس سے چھٹکارا اور آزادی دی۔ ہم کبھی غیر مسلم کے ساتھ اکٹھے نہیں ہوئے اور یہ ہندو کے ساتھ تھے' پھر روس کے ساتھ تھے اور آج امریکہ کے ساتھ ہیں۔ کل کوئی اور بھی مسلمانوں کا دشمن آئے گا تو یہ اس کا ساتھ دیں گے۔ جس شخص نے بھی مسلمانوں کے خلاف advance کیا انہوں نے ہمیشہ اس کا ساتھ دیا ہے اور اس کے آگے ناچتے رہے ہیں۔

اس طرح ہمارے وزیر خارجہ صاحب نے کہا کہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ ان کو اس میں کوئی غلطی نظر نہیں آئی۔ یہ ساون کا جو اندھا ہوتا ہے اس کو ہمیشہ سبز نظر آتا ہے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ یہ جو صدر صاحب نے بیان دیا ہے کہ ہمیں option کھلا رکھنا چاہیے۔ یہ سب سے زیادہ غلط بات ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے تمہارے بھائی کو قتل کرنا ہے۔ اس کی خواتین کی بے عزتی کرنی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ تو آپ مسلمان کی حیثیت سے' ایک انسان کی حیثیت سے یہی کہیں گے کہ بھئی ہم تو یہ نہیں کر سکتے۔ کم از کم میں تمہاری امداد نہیں کر سکتا ہوں۔ یہ تو نہیں کہیں گے کہ ہم اپنا option open رکھتے ہیں۔ اس سے زیادہ بے غیرتی کی بات تو نہیں ہو سکتی۔ اب ہمیں چاہیے کہ ہم OIC یا کسی اور forum کے ذریعے سے openly امریکہ سے مطالبہ کریں کہ وہ عراق کی سرزمین کو خالی کرے۔ مسلمانوں کا قتل عام بند کرے اور ہمارے

مقدس مقامات کے اوپر جو زیادتی کر رہا ہے، جو ظلم کر رہا ہے وہ بند کرے۔ اس طرح وہ ہماری سیاسی، اخلاقی اور culturally بھی تباہی اور بربادی کر رہا ہے۔ اس لئے ہمیں امہ کو اکٹھا کر کے اور کم از کم پاکستان جو اسلام کے نام پر بنا ہے ہمارے لئے ضروری ہے، کہ ہم عراق کے بارے میں ایک مستقل اور ایک خود مختار قوم کی حیثیت سے یہ stand لیں کہ وہاں سے جتنی غیر ملکی فوجیں ہیں ان کو نکال دیا جائے اور وہاں پر امن و امان قائم کیا جائے۔ Thank you.

Mr. Chairman: Thank you.

BRIEF STATEMENT OF MINISTER RE: RISE IN PRICES OF VEHICLES.

Mr. Liaqat Ali Jatoi (Federal Minister for Industries and Production): If I may be allowed to make a brief statement. Thank you Mr. Chairman, I wanted to share the views of Upper House and I wanted to brief them on certain issues of prices. Basically, there has been an increase in the prices of the tractor and Agriculture Sector is the very important sector, as you know Mr. Chairman, every honourable member in this House realizes

is a backbone of the economy of this country. ہے جو Agriculture Sector کہ

So, the prices of the tractor, Raza, I will just take one minute, there are one or two issues which have been raised when I was not here.

Mr. Chairman: No, earlier the point was raised.

Mr. Liaqat Ali Jatoi: I will not waste your time. No, no, when I was not here responding to, then one or two points were raised, I just want to clarify those points. So, I was discussing that this is very important sector sir, 85% of our people have livelihood on this sector. The

President of Pakistan had announced Agriculture Package and after that announcement, the prices of the tractors were increased by the manufacturers. Keeping in view, the steel prices had gone high 120% increas in steel prices because China has purchased all the raw material and scrap from European contries and other different countries for producing more steel within their country because their capacity of producing steel is 240 million ton per year. Now, they are going for expansion upto 300 million. So, let us cut the story short sir, I had negotiations alongwith the Finance Minister Mr. Shaukat Aziz with the manufacturers and we had asked them that there will be no way, we have been providing you protection and we would not want to over burden our growers as far as the prices of the tractors are concerned. So, those prices were reduced and we had brought it back to the normal where the prices were initially and previously, so that has been done. Then again there was an increase in the prices of fertilizer urea, that also you know is another worrying state of affair that on one hand we want to give an incentive to the Agriculture Sector, we want to give more concession to the Agriculture Sector and we want to see that big sector should come to the expectations by contributing on GDP of Pakistan. The common man and the grower has livelihood on this, he earns his livelihood, his bread and butter and his childern education from this seetor. So, therefore, sir again, without wasting any time, I summoned meeting of fertilizer manufacturers, stock holders. We had one or two lengthy meetings, we had agreed to bring the prices down and 18 to 20 rupees prices had been reduced as far

as urea is concerned that has been implemented. Government had to contribute, withdraw that SRO and financial implications, I will be grateful to the Finance Minister, 1.2 billion which Government has voluntarily picked up realizing the importance of that sector and we want to see

یہ کھاد غریب آدمی کو سستے داموں ملے تاکہ Agriculture Sector کو فروغ ملے اور لوگوں کو سہولت ملے، ہم اس Sector کو اور اوپر لے آئیں۔ ہم exports میں جائیں، ہم wheat میں، cotton میں importers نہ بنیں، exporters بنیں تو sir, ہم اس حساب سے یہ pirces بھی کم کروائیں۔ Now, there is third issue Indus Motor, Toyota car والوں نے they had increased these prices on 21st of this month, we دیں بڑھا prices were not taken into confidence. Although it is the free mechanism, let me make it very clear that they are not working under us, as the public organization sir, they are multinational investors, they have come and invested in Pakistan and we are following strictly Pakistan's Investment Policy and we cannot divert from that policy because we would want to have more investment, this we want, everybody in this country always thinks جتنی زیادہ investment آئے گی، employment بڑھے گی اور investment کے ساتھ ہمارے foreign exchnage reserves بڑھیں گے، ہماری exports بڑھے گی تو اس سے ہم policy deviate نہیں کر سکتے۔ And strongly believe today that Government should go for deregulation of these policies ہم ہر چیز میں یہ نہ دکھائیں، ہم اس میں بھی interfere کریں گے، ہم اس میں بھی directions دیں گے، ہم اس میں بھی involve ہوں گے، وہ نہیں کر سکتے۔ We cannot afford to do that and we strongly believe today that free market mechanism is to be given the priority.

Nevertheless as the Minister of Industries and Production, I think, it is my responsibility to see and look into the situation of the customers, look into the difficulties of the customers. I called Ali Habib this morning, he was not in Pakistan. He was travelling out and I have told him that the increase in the prices of cars will not be acceptable to the Government of the day and that is going to create more burden because we already have a lot of problems with this industry, that you are aware of that the Government has taken a decision. I am not the only one but my effort has always been there to have more investment, more increase in production, of course, more protection to the local industry but not on the extent of the customer of Pakistan. Sir, customer of Pakistan needs to be given a priority, the customer of Pakistan needs to be given a facility out of that investment, that has been my intention all the time. So, we have got this letter today, addressed to me by the Chief Executive Office of the Indus Motors. It says, "With reference to your discussion with the Chairman, Mr. Ali Habib, we wish to assure you that the prices of all vehicles, locally produced by the Indus Motors Limited, will be maintained at the level, they had been prior to 20th August 2004 and currently no increase will take place." So this has been a decision today which I wanted to share. You could see sir that in the free market mechanism when the prices are increased

اس ملک میں جناب والا! قیمت بڑھتی ہے، کم نہیں ہوتی لیکن اس حکومت نے، ہم نے کوشش کی ہے بڑھتی ہوئی prices کو کم کیا ہے--

and we would keep on doing this because this is a Government which

realizes the difficulties of customers

ہم کہتے ہیں کہ یہ حکومت سب کی ہے۔

it is not that we are divided as opposition and the government. Government and opposition has to work together, coordinate, we have to have a consensus, we have to work together in the national interest. So sir, this has been done. The prices will stay as on 20th August 2004.

There is another thing also sir, I would not be in a position to make a statement. I have to discuss with the Finance Minister, there was some SRO issued by the CBR. We are seriously looking into that by tomorrow or day after, again I will be making a statement which will allow more of these cars to be imported and I think that backlog and premium issue will be addressed.

Mr. Chairman: There was a point that allowing of the import is being delayed that was the question raised by some of the members, you should look into that.

Mr. Liaqat Ali Jatoi: I will look into that. Now, sir since I was not here this morning, honourable Chairman of Standing Committee for whom I have a lot of respect and let me tell you, I have respect for every Member of this honourable House and my attitude to verybody has always been the same because I have grooming of a family where I have learnt to respect everybody and I would want to be respected myself also. So, there has been some lack of communication basically. I will be prepared, my ministry will be prepared, we would want to have a feedback

from the honourable members, whosoever even if he is on a committee or if he is not on a committee, does not really matter, we would want to have a feedback from them and I assure them that anything which is within my jurisdiction, which is in the interest of this country, I promise that we will do it for you whether you are from opposition or from the government. So, there has been a little misunderstanding, I have coordinated with the Chairman of the Committee because till the end of this month we have been told not to move out of Islamabad, there is transfer of power. So, 27th, 28th one may go and things like that, so we have kept the first week of October, the Ministery will be there, if I am there, I will also be there. So, let me clarify this that I have highest respect for this honourable House. Thank you very much Mr. Chairman for giving me time.

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir, with all due respect to what Mr. Jatoi has said.

اور ذاتی طور پر ان کے لیے ہمارا احترام ہے' جو تین نکات انہوں نے اٹھائے ہیں' ان پر پبلک کے behalf پر میں کچھ گزارشات پیش کروں گا۔ مجھے آپ ایک منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین۔ مختصر رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ جناب والا! جتوئی صاحب نے تین نکات اٹھائے ہیں جو ان کی کوشش رہی ہے ٹریکٹرز کے بارے میں' کھاد کے بارے میں اور موٹر کار کے بارے میں جو انہوں نے قیمتیں کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں ان کو اتنا عرض کروں گا کہ all along جب حکومت کا بجٹ آ رہا تھا تو ہمیں مسلسل بتایا جا رہا تھا کہ ٹریکٹرز پر بھی ڈیوٹی ہم کم کر رہے ہیں' یوریا کے بارے میں ہمیں بتایا گیا کہ 160 روپے کی کمی ہو جائے گی لیکن آج بھی ان کے جو اقدامات ہیں' with all due respect to him جو اس وقت market position ہے اس

میں صورتحال یہ ہے کہ ٹریکٹرز کی قیمتیں کسی طور پر بھی کم نہیں ہوئی ہیں بلکہ بڑھ گئی ہیں۔ کھاد بعض ایسے علاقے ہیں جن میں available ہی نہیں ہے اور اگر available ہے تو جو آڑھتی ہیں یا جو middle men ہیں جو لوگوں کو rir off کر رہے ہیں اس پر گورنمنٹ کا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ Despite یہ کہ انہوں نے جتنے بھی اقدامات کیے ہیں ان کا فائدہ عام آدمی کو نہیں پہنچتا' بے شک درمیان میں قیمتیں کم کر دیں لیکن اگر وہ فائدہ آپ نے middle man کو دینا ہے تو جناب! middle man فائدہ لیتا ہے اور اس کے بعد جو صورتحال بنتی ہے وہ بالکل ایک different situation ہے۔ اس وقت بھی آپ market میں چلے جائیں' خود survey کروا لیں کہ اس وقت market کے اندر tractors کی کیا قیمتیں ہیں اور کھاد کی قیمت کا' جس طرح شوکت عزیز صاحب نے بجٹ کے دوران دعویٰ کیا تھا' جناب والا! صورتحال اس کے بالکل برعکس ہے۔ کاروں کا مسئلہ صرف Indus Motors کا نہیں ہے۔ کسی بھی کارکمپنی میں آپ چلے جائیں' آپ Indus Motors میں چلے جائیں' آپ ہنڈا میں چلے جائیں' Pak Suzuki میں چلے جائیں' اس وقت صورتحال یہ ہے کہ کاروں کی قیمتوں میں Market میں اسی ہزار تک کا فرق ہے۔ جو régulated market ہے اس کے اندر ایک قیمت ہے اور جو unregulated or open market ہے اس میں اسی ہزار کا فرق ہے۔ ان کی اپنی Cabinet نے فیصلہ کیا ہے۔ یہ deregulation کی بات کرتے ہیں۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ ہم second hand cars کی import کی اجازت دیتے ہیں۔ یہ جمالی صاحب کی گورنمنٹ کا وہ فیصلہ تھا جو آج تک نہ جانے کیوں implement نہیں ہوا۔ آپ deregulation چاہتے ہیں تو deregulation کا مطلب یہ ہے کہ جتنے بھی stakeholders ہیں ان کو آپ اجازت دیں۔ آپ کیوں اس بات پر insist کرتے ہیں۔ میں سمجھ رہا ہوں جناب! کہ یہ جتنی بھی میدان کے اندر Motor Car Companies آئی ہیں بالکل معذرت کے ساتھ ان کو کہہ رہا ہوں کہ they are fleoing the people. market کے اندر اس وقت صورتحال بالکل different ہے جو جتوئی صاحب نے ہمیں بتائی ہے۔ With all due respect to him Kindly request کروں گا کہ ایک تو یہ موٹر کار کے controlling policies بالکل fail ہو چکی ہیں اور جہاں تک کھاد اور ٹریکٹرز کا position market کے اندر بالکل different ہے جو انہوں نے ہمیں بتائی ہے۔

بڑی مہربانی۔

Mr. Liaqat Ali Jatoi: Personal explanation sir

جہاں تک tractors اور کھاد کا تعلق ہے میں معزز ممبر کو کہوں گا کہ میرے ساتھ market چلیں یا مجھے بتائیں، نشاندہی کریں کہ ابھی fertilizer کی کیا قیمت ہے۔ دیکھیں جناب! you can give a statement here without having facts with you.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! یہ price بتا دیں گے۔

جناب چیئرمین: اس کے لیے ہماری کمیٹی ہے۔ Let the Committee handle that. We refer this matter to the Committee.

Mr. Liaqat Ali Jatoi: Let me submit this very briefly because I would not want it to go one way. Let me reply.

(interruption)

جناب لیاقت علی جتوئی: یہ باتیں تو مجھے بھی بڑی کرنی آتی ہیں، میں بھی سیاسی کارکن ہوں۔ یہ باتیں مجھے آتی ہیں، گورنمنٹ کے ساتھ کس طرف سے مخالفت ہوتی ہے لیکن مخالفت برائے مخالفت نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ کوئی proof ہو کوئی facts ہوں ٹریکٹر کے سلسلے میں اور یوریا کے سلسلے میں جو ہم نے prices کم کی ہیں وہ کم ہوئی ہیں اور لوگوں نے جو بیچ میں hoarding کی ہوئی تھی، بیچ میں Dealers تھے ان کو تین ارب روپے کا نقصان ہوا ہے let me make a statement on the floor of this House. Now as far as cars are concerned, let me tell you sir, there has been an increasing demand in the car. After 9/11 everybody is now coming back to Pakistan. We use to request them to come and invest in Pakistan. Situation is different. Now whatsoever the availability of the cars are there. When I look as a Minister of Industries and Production, total manufacturing of cars were 42 thousand. Today, we have enhanced

it, increased the production from 42 thousand to one lac ten thousand but still there is a more growing demand. We are trying to have more investors coming in. We are trying to review the policy where the SRO was issued so that we can allow even cars under gift scheme. That is already there within two/three days, we have been in a position to allow more people to import these cars so that we can clear the backlog and get rid of the premium but that has been a situation, these are the people who are contributing 35 billion rupees to the exchequer of Pakistan. Whereas Vandor Industry, automobile sector directly, indirectly has got one million people who have got livelihood on that. So we will have to have balance between both. We have to look into the investors situation but I will never support these people because their contribution towards Pakistan in social sector has been zero. Therefore, we will have to take a decision by which we will have to allow more cars so that the people should not be penalized. Thank you very much Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Muhammad Akram.

Senator Muhammad Akram: Thank you, Mr. Chairman. Standing Committee earlier this morning expressed serious concerns over the slow process of its working relationship with the Ministry owing to some lack of understanding between us. You were kind enough to intervene and sort it out. I have had a meeting with the honourable Minister who has assured me in two respects. No. 1, that he will do his utmost to accelerate the process of the meetings and the working

relationship between the Standing Committee and the Ministry so that such matters can be sorted out in a due process. Secondly, he has also assured that wherever possible he will do his utmost to ensure his presence also as much as possible. I want to thank yourself and the Minister.

Mr. Chairman: I duly appreciate that. Thank you. We will continue with our speeches. آغا صاحب میرا خیال ہے ------

سینیٹر کامل علی آغا: میں ایک چیز add کرنا چاہتا ہوں' چونکہ وزیر صاحب نے فرمایا دیا کہ gift scheme کے تحت مزید allow کر رہے ہیں۔ یہ بڑی اچھی اور خوش آئند بات ہے لیکن میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں' میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ وہ scheme جس کا اعلان شوکت عزیز صاحب نے بڑی spirit کے ساتھ اپنی بجٹ تقریر میں کیا تھا' نہ جانے کیوں بری طرح سے اس کو sabotage کیا گیا ہے۔ وہ SRO نہیں ہے' جیسا کہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ SRO جاری ہوا ہے۔ کوئی نہیں' SRO تو بہت بڑی چیز ہوتی ہے' یہ CGO ہے جس کو جاری کرکے ان کی ساری scheme جو کہ gift scheme ہے' جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ scheme ان لوگوں کے لیے ہے' اس کا سب سے زیادہ فائدہ ان لوگوں کو ہے جو پاکستان کی خدمت کرتے ہیں بیرون ملک رہ کر' پردیس میں رہ کر' محنت مزدوری کرنے کے بعد میں جب وہ پاکستان آنا چاہتے ہیں تو یہ ان کا ایک privilege ہے کہ وہ ایک گاڑی ساتھ لے آئیں اور پھر اپنے عزیزوں کو اس gift scheme کے تحت بیچیں۔ یہ ساری چیزیں جن کی بجٹ میں سہولت دی گئی تھی' اس کو برباد کر دیا گیا ہے اس CGO کے تحت اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو قیمتیں بڑھنے کی وجہ بنی ہے وہ بھی یہ CGO ہے۔ وزیر صاحب ہمارے لیے قابل احترام ہیں' انہوں نے فرمایا ہے کہ انہوں نے production بڑھا دی ہے' اب 40 ہزار سے بڑھا کر دگنی کردی ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے' پاکستان کی industry کو انہوں

نے تحفظ فراہم کیا اور اس تحفظ کے تحت وہ اس قابل ہوئے کہ انہوں نے production بڑھائی لیکن جناب یہ ساری مہنگائی جو چین کی وجہ سے ہو رہی ہے اس کا effect India پر کیوں نہیں ہو رہا ہے۔ یہ میں بڑی معذرت سے عرض کر رہا ہوں۔ یہ ان کو سوچنا چاہیے۔ یہ محترم وزیر ہیں اور اس ملک کی خدمت کے لیے ہیں۔ کیا اس مہنگائی کا اثر انڈیا میں نہیں ہو رہا ہے۔ وہ -/177,000 روپے کی گاڑی بیچ رہے ہیں اور یہاں پر یہ چار لاکھ روپے کی گاڑی بیچ رہے ہیں' ہاں جی -/277,000 روپے کی جی' میرے منہ سے غلط نکل گیا ہے' گزارش میری یہ ہے'------

Mr. Chairman: Let him finish.

ایک منٹ سن لیں۔ آپ ذرا مختصر کر لیں۔ میرے خیال میں کمیٹی میں زیادہ تفصیل میں جا سکتے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! کن کن قربانیوں کے ساتھ ہمیں ان کو تحفظ دینا ہوگا۔ پوری ایک community motor parts والوں کی برباد ہوئی ہے' بیروزگار ہوئی ہے' وہ بھی ان کو تحفظ دینے کے لیے۔ یہ جو motorcar dealers ہیں' وہ بیچارے بیروزگار ہوگئے ہیں اس CGO کی وجہ سے ان کو تحفظ دینے کے لیے۔ یہ CGO بھی ان کو تحفظ دینے کے لیے جاری کیا گیا ہے اور سراسر اس تحفظ کے خلاف جو کہ شوکت عزیز صاحب نے عوام کو دیا تھا۔ اس کے خلاف جناب! ان کو CGO تحفظ دے رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس issue کو بھی اس کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تاکہ کسی نہ کسی طور یہ جو لوگ بیروزگار ہو رہے ہیں ان کو بھی تحفظ مل سکے اور وہ لوگ جو بے چارے سال ہا سال سے مزدوری کرنے کے بعد پاکستان آتے ہیں اور ایک آدھ گاڑی' جو ان کا حق ہے' وہ ان کو سستی ملنے کی بجائے----' جناب! وہ CGO نکال کر دیکھ لیں' اس کی evaluation جو انہوں نے کر دی ہے اور جو depreciation کم کر دی ہے' اس کے تحت جو گاڑی 60 لاکھ روپے کی تھی اب 98 لاکھ روپے کی یہاں پر ملے گی۔ ان کے فارمولے کے تحت' جو شوکت عزیز صاحب نے دیا ہے' جو گاڑی 12 لاکھ روپے کی آنی چاہیے تھی وہ اب جناب 18 لاکھ روپے کی پاکستان میں آئے گی۔ یہ کیا انہوں نے سکیم جاری کی ہے۔ ساری کی ساری spirit سب کچھ ایک کاغذ کے ٹکڑے کے ذریعے برباد کر دی ہے جناب

یہ کوئی طریقہ کار ہے؟ جناب اس کو یہ serious لیں اور یہ عوام کی بات کریں، عوام کی فلاح کی بات کریں، عوام کو تحفظ دینے کی بات کریں۔ شکریہ۔

Mr. Liaqat Ali Jatoi: I have a personal explanation.

So is the Treasury benches کے لیے تو میرے دل میں بڑی عزت ہے ہماری Opposition ان کی بھی میرے نزدیک بڑی تکریم ہے۔ میں نے سیاست بڑی اچھی کی ہے، میں student life میں بھی، میں student leader بھی رہا ہوں۔ میں صرف اتنا کہہ دینا چاہتا ہوں کہ یہ CGO کس نے issue کیا تھا I would want to know. I was the one. I contested and fought in the cabinet. We reduced the duty there from 150 to 100 and we infact wanted کہ ہم allow کریں ان سب گاڑیوں کو تاکہ لوگوں کو یہاں فائدہ ہو۔ ہماری یہی intention تھی۔ اس حکومت کی یہی intention ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں سہولت زیادہ سے زیادہ ہو۔ شوکت عزیز میں we are members of one team, we are not separate. CGO, CBR والوں نے issue کیا تھا۔ اس کی کاپی میرے پاس ہے۔ میں آج شوکت عزیز صاحب سے یہ بات کروں گا کیونکہ I was not taken into confidence, as far as the CGO is concerned. I will have to discuss it with them and we will sit together. There are recommendations. Car Dealers Association والوں سے بھی بات ہوئی ہے لیکن میں ایک بات بڑی واضح طریقے سے clear کرنا چاہتا ہوں کہ انڈیا میں سوائے ماروتی کے باقی سب گاڑیاں پاکستان کی گاڑیوں سے مہنگی ہیں۔ I will be ready to give a presentation alongwith those dealers; assemblers to the Chairman of the Committee میں یہ بالکل وضاحت سے کہنا چاہتا ہوں I make a statement on the floor of the House. Except Maruti باقی سب گاڑیاں مہنگی ہیں انڈیا میں۔ Thank you.

سینیٹر کامل علی آغا: جناب ایک بات یہ کیوں کر رہے ہیں کہ مجھے بھی بہت آتی ہیں یہ کیا بات کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین، کوئی بات نہیں تشریف رکھیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، نہیں یہ کیا بات ہے کہ صاحب میرے colleagues ہیں' مجھے بھی بہت کچھ آتا ہے۔ یہ کیا بات کرتے ہیں۔ یہ ایسے بات نہ کیا کریں۔ یہ طرز اچھا نہیں ہے۔ یہ ہمارے معزز وزیر ہیں۔ ہم ان کی respect کرتے ہیں۔ میں نے دو مرتبہ اپنی گفتگو کے اندر یہ کہا ہے کہ ہم ان کی respect کرتے ہیں۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کر رہا تھا یہ غصہ کر رہے ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی۔ یہ ناراضگی والی بات نہیں ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین، نہیں' نہیں کوئی بات نہیں ۔ تشریف رکھیں ۔ آغا صاحب صرف یہ معاملہ نہیں جتنے بھی Ministry کے معاملے ہیں Standing Committee کے لیے وہ ہمارے ویسے ہی ہیں ۔ انہیں یہاں کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے ۔ You have heard the members. You know what the issue is. I think the Standing Committee should look into it and that will be the right forum .

Senator Muhammad Akram: Yes , I am sure you will coordinate with the rest of the Standing Committee.

جناب چیئرمین، تنویر خالد ابھی باقی speeches رہتی ہیں۔ پھر یہ بھی we will be bit tangling.

سینیٹر تنویر خالد، ہماری بھی خواہش ہے بولنے کی۔

جناب چیئرمین، کس چیز پر؟ ابھی جو نام آئے ہیں' پارلیمانی leaders کے نام آئے ہیں آپ ان کے through کر لینا۔

سینیٹر تنویر خالد، نہیں' دیکھیں ! عراق پر جو بات ہو رہی تھی اس کے اوپر لیکن کسی وجہ سے یعنی جو سلسلہ چل رہا تھا اس میں جناب Minister Sahib نے کوئی گاڑیوں کی اطلاع دی تو وہ عراق کا issue چھوڑ گئے۔

جناب چیئرمین، نہیں' اسی پر آ رہے ہیں We will continue میں نے allow کیا تھا اسی لیے۔ میں نے کہا تھا کہ آ کے جائیں۔ میں نے بلایا تھا انہیں۔

سینیٹر تنویر خالد: میں آپ سے یہی کہنا چاہ رہی ہوں کہ ہم بھی بول سکتے ہیں، ہم بھی کچھ حصہ لے سکتے ہیں لیکن جناب پتا نہیں آخری رو ہے یا ہم خاتون سینیٹر ہیں اس لیے ہماری باری ہی نہیں آتی۔ نہ صبح آتی ہے نہ شام آتی ہے۔ وہ اتنا' اتنا' اتنا دو سلسلہ' تین سلسلہ' چوتھا سلسلہ ہوتا جاتا ہے کہ پتا نہیں باری ہی نہیں آتی۔ ہم بھی بول سکتے ہیں۔ ہمیں بولنا آتا ہے اور سب کچھ سمجھ میں بھی آتا ہے That is why we are here.

جناب چیئرمین: آپ کہنا کیا چاہ رہی ہیں؟

سینیٹر تنویر خالد: میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ کوئی اور issue نکل آتا ہے اور ہمیں ----

جناب چیئرمین: دیکھیں یہ اسی لیے پارلیمانی لیڈران سے meeting ہوتی ہے۔ انہی کے through نام آتے ہیں۔ آپ اپنے پارلیمانی لیڈر سے رابطہ کریں تو پھر آپ کا نام آئے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سینیٹر تنویر خالد: صبح کو نام دیا تھا جناب۔

جناب چیئرمین: میرے پاس نام نہیں ہے۔ جو نام ہیں میں انہی کے حساب سے چلتا ہوں۔ اس وقت ٹائم تھوڑا ہے اس لیے گورنمنٹ پارٹی نہیں بولی۔ اپوزیشن نے اجلاس requisition کیا ہے کہ انہوں نے بولنا ہے' اس لحاظ سے۔

سینیٹر تنویر خالد: میں ہمیشہ نام دیتی ہوں' نام دیا ہے' صبح بھی دیا ہے' اب بھی دیا ہے۔یہاں پر دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں دیتے ہیں ٹھیک ہے لیکن جب ایک فیصلہ ہوا ہے کہ اس وقت پہلے اپوزیشن کو بول لینے دیں۔ اس کے بعد آپ۔

سینیٹر تنویر خالد: نہیں وہ تو ٹھیک ہے لیکن ادھر سے بھی تو آخر لوگ بولتے ہیں۔ اپوزیشن ہی تو نہیں بولتی ادھر سے بھی تو لوگ بولتے ہیں تو Why can't we get the chance?

جناب چیئرمین: انہوں نے requisition کیا ہے اور ٹائم تھوڑا ہے اسی لیے میں

عرض کر رہا ہوں۔ اچھا آپ بولیں کیا بولنا چاہتی ہیں۔

سینیٹر تنویر خالد: ابھی تو میں ذرا۔۔۔۔میں بعد میں عراق پر بولوں گی۔ تھوڑی سی دیر میں ابھی تو موڈ دوسرا ہو گیا۔

جناب چیئرمین، اچھا ابھی بول لیں اور مختصر رکھئے گا۔

سینیٹر تنویر خالد: ہمیشہ میں مختصر بولتی ہوں جناب وہ میری عادت ہے۔ بات یہ ہے جی عراق کے بارے میں کہ آج کل جو عراق کی حالت اور کیفیت ہے وہ دردناک بھی ہے' المناک بھی ہے اور عبرت ناک بھی ہے۔ یہ ایک کھلا aggression ہے۔ دنیا جانتی ہے جو بہانے بنائے گئے کہ deadly weapons کا بہانہ بنایا گیا' کبھی وہاں کے حاکم کے اوپر عیب لگائے گئے۔لیکن وہاں سے deadly weapons نہیں نکلے اور جو کچھ انہوں نے کرنا چاہا' وہ کیا۔ انہوں نے تیل پر قبضہ کرنا تھا that they have done اور سب باتیں غلط تھیں اور یہ حملہ بالکل جارحانہ تھا۔ دوسری بات میں اس سلسلے میں یہ کرنا چاہتی ہوں کہ در اصل یہ بات بالکل سچ ہے کہ

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا

جو کچھ مسلمان ممالک کے ساتھ ہو رہا ہے' ہم سب اس دکھ اور درد کا احساس رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ یہ ہو رہا ہے لیکن مسلم ممالک اور مسلمانوں کے بھی ایسے حالات پیدا ہونے میں کچھ نہ کچھ causes ہیں۔ کچھ ایسے causes ہیں' کوئی ایسی ان کی کمزوری جس کے لئے اقبال نے بھی فرمایا تھا۔

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

ہماری مسلم قومیں ایسی کمزور' ایسی پیچھے' اتنی backward اور ایسی دقیانوسی ہیں کہ ہر کوئی ان پر حملہ کر سکتا ہے' ان کو دبا سکتا ہے' ان کو جیت سکتا ہے۔ ہماری قوم کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی طرف توجہ دے۔ مذہب تو ہمارا مذہب ہے۔ ہم مذہب کے بارے میں سب جانتے ہیں اور مذہب کے اندر رہتے ہوئے زندگی گزار رہے ہیں لیکن ہمارا

is "Mazhab" and "Mazhab" سیاست access of the whole, everything, even

مذہب تو ہمارا ذاتی معاملہ ہے۔ ہمیں اس دنیا میں رہنے کے لئے سب کے ساتھ all the time. ساتھ چلنے کے لئے سائنس اور ٹیکنالوجی میں آگے بڑھنا ہوگا۔ عراق کے ساتھ ہمیں بہت ہمدردی ہے لیکن مسلمانوں کی یہ حالت اسی وجہ سے ہے کہ وہ ایسی کمزور قومیں ہیں کہ ان پر کوئی بھی حملہ کر سکتا ہے۔ میں نے بہت ہی مختصر اپنی بات کہنی تھی لیکن مجھے اپنی turn ضرور لینی تھی کیونکہ مجھے بولنا بھی آتا ہے اور سمجھنا بھی آتا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہم سب کو بولنا آتا ہے۔ یہ تو نہیں ہونا چاہیے کہ کچھ لوگوں کو موقع ہی نہ ملے اور کچھ لوگ ہر وقت تقریر کرتے رہیں۔

جناب چیئرمین: جناب امان اللہ کنرانی، مس سعدیہ عباسی، سید متین شاہ۔

سینیٹر سید متین شاہ: جناب چیئرمین! شکریہ۔ آج اس معزز ایوان میں انتہائی اہم، قومی اور بین الاقوامی مسائل پر بحث ہو رہی ہے۔ اس سلسلے میں معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ اپوزیشن اور حکومتی تصورات سے نکل کر قومی مفاد کے تقاضوں کو مدنظر رکھیں تاکہ ہم ایک ایسے متفقہ لائحہ عمل کی طرف بڑھ سکیں جو ہر لحاظ سے ہماری قومی امنگوں کے عین مطابق ہو۔ جناب والا! جہاں تک عراق میں پاک فوج بھیجنے کا تعلق ہے، اس بارے میں میری پہلی گزارش یہ ہے کہ وقتی حالات اور مصلحتوں سے بالاتر ہو کر ایک ایسی ٹھوس پالیسی مرتب کرنی چاہیے کہ جس میں پاکستان اور امت مسلمہ کے لئے حال اور مستقبل دونوں لحاظ سے بہتری ہو۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ امریکہ نے طاقت کے نشے میں بین الاقوامی اصولوں کو پامال کرتے ہوئے عراق پر یک طرفہ جنگ مسلط کی اور وہاں کے ہزاروں بے گناہ شہریوں کو اپنی سرزمین پر شہید کر کے عراق پر قبضہ کیا۔ لیکن امریکہ کے لئے اپنے اس ناجائز قبضہ کو برقرار رکھنا بھی مشکل ہے۔ جناب والا! اس لئے پاکستان کو اس مسئلے کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے انتہائی احتیاط کے ساتھ قدم اٹھانا ہوگا۔

جناب چیئرمین! میری رائے میں پاکستانی leadership کو اس معزز ایوان سے بھرپور راہنمائی حاصل کرنی چاہیے اور ہر حال میں قومی تقاضوں کو مدنظر رکھا جائے اور باہمی صلاح اور مشورے جاری رہنے چاہئیں۔ میرے خیال میں پاکستان صرف امریکہ کی خوشنودی کے لئے اپنی افواج کی زندگی کو خطرے میں نہ ڈالے۔ اگر ہم نے امریکی دباؤ میں آ کر عراق میں فوج بھیجنے کی

حماقت کی تو اس کے نہایت خوفناک اور سنگین نتائج برآمد ہوں گے۔ میرے خیال میں کوئی ذی ہوش پاکستانی یہ گوارا نہیں کرے گا کہ ایک پاکستانی فوجی اپنے عراقی مسلمان بھائی پر گولی چلائے اور امن کے نام پر امریکہ کی خونریزی میں حصہ لے یا کوئی پاکستانی اپنے عراقی مسلمان بھائی کے ہاتھوں قتل ہو۔

جناب والا! عراق کا مسئلہ چند دنوں یا ہفتوں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ انسانی بقاء کا مسئلہ ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ جب کوئی قوم طاقت کے زور پر کسی دوسری قوم کو ختم کرنا چاہے تو اللہ پاک کا غیبی نظام حرکت میں آجاتا ہے اور مظلوم کو وہ اسباب میسر آجاتے ہیں کہ جن کے ذریعے سے بڑی بڑی سرکش اور جابر قوتوں کو مغلوب ہونا پڑتا ہے۔ اس تاریخی حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں یہ پیشن گوئی کرنے میں کوئی تردد محسوس نہیں کرتا کہ عراق کی بگڑتی ہوئی صورتحال میں مزید شدت آئے گی اور جب تک امریکہ وہاں سے نکل کر عراقی عوام کو اپنی قسمت کا فیصلہ خود کرنے کا موقع نہیں دیتا تب تک وہاں خونریزی جاری رہے گی۔ لہذا ہمیں بین الاقوامی پلیٹ فارم پر دوسرے اسلامی ممالک کے ساتھ مشترکہ طور پر امریکہ سے استدعا کرنی چاہیے کہ وہ جتنا جلد ہوسکے عراق سے اپنی فوجیں بلا لے اور عراق کو اقوام متحدہ کی نگرانی میں دے کر عراقی عوام کو اپنی قسمت کا فیصلہ خود کرنے کا حق دے اور آخر میں پاکستان کو عراق کے مذہبی مقامات کی بے حرمتی کرنے پر امریکہ سے بھرپور احتجاج کرنے کی استدعا کروں گا۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman: Thank you. We have some names here from the Leader of the House if you can keep the speeches brief and avoid repetition. Mr. Muhammad Abbas Kumaili.

سینیٹر محمد عباس کمیلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس نازک اور حساس موضوع پر گفتگو کرنے کی اجازت دی۔ میرے اپوزیشن کے بھائیوں نے اس مسئلے میں بہت کچھ اظہار خیال کیا لیکن

اوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے　　عشق کے دردمند کا طرز کلام اور ہے

میں اس جنگ کو دوسرے زاویے سے دیکھ رہا ہوں جس کا کہ قرآن پاک میں بھی ارشاد ہے (عربی) رسول پاک (صلعم) کو مبعوث ہی اسی لئے کیا گیا تھا کہ دین حق کو تمام ادیان عالم پر غلبہ حاصل ہو' اگرچہ یہی بات مشرکین کو ناگوار گزر رہی ہے ۔ ادہر اسلام کا بھی یہی نظریہ ہے اور دوسری طرف یہودیت کا بھی یہی نظریہ ہے ۔ یہ جنگ غلبے کی جنگ ہے' یہ صرف نجف کا مسئلہ نہیں ہے' یہ صرف عراق کی سرزمین کا مسئلہ نہیں ہے' یہ جنگ دراصل غلبے کی جنگ ہے جو شروع ہوچکی ہے۔ یہ cold war ہے۔ ایک کے بعد ایک ملک کو نشانہ بننا ہے اس strategy کے مطابق ۔ لہذا کوئی مسلم ملک اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھے ۔ کوئی بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ یہودیت کا مقصد بھی یہی ہے کہ غلبہ پائے اور یہودیت غلبہ پاتی چلی جا رہی ہے ۔ اقتصادی غلبہ بھی ' سیاسی غلبہ بھی۔ کہیں براہ راست ' کہیں بالواسطہ اور ساری دنیا پر غلبہ پانا ان کا دین ہے ان کا ایمان ہے ۔ مسلمان دن بدن مغلوب ہوتا چلا جا رہا ہے ۔

بش نے پہلے روز 9/11 کے بعد کروسیڈ کا لفظ استعمال کیا' جس لفظ کو واپس لینے کی کوشش کی گئی لیکن آج کی صورتحال بتا رہی ہے کہ اس نے جو کچھ کہا تھا وہ غیر شعوری طور پر نہیں کہا تھا ۔ وہ حقیقت تھی اور آج کی صورتحال یہ بتا رہی ہے کہ دنیا کس رخ کی طرف جا رہی ہے ۔ افغانستان پر حملے کے لئے تو کوئی جواز تھا یا بنا لیا گیا تھا 9/11 کا واقعہ کچھ اس صورت سے رونما ہوا یا کرایا گیا کہ امریکہ نے مظلومیت کا لبادہ اوڑھ لیا لیکن عراق پر حملے کا کیا جواز تھا؟ کوئی ہے اخلاقی جواز؟ کوئی ہے قانونی جواز؟ یہ کہا گیا کہ ان کے پاس خطرناک ہتھیار ہیں ۔ مہلک ہتھیار ہیں کہاں ملے وہ ہتھیار ؟ جب وہ ہتھیار نہیں ملے تو پھر کیا جواز باقی رہ جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ کہا گیا کہ اس آمر سے عراقی عوام کو نجات دلانا ہے۔ اس آمر کو مسلط کس نے کیا تھا۔ اس آمر نے جو خون خرابہ کیا' جو مظالم کئے وہ کس کے ایماء پر کئے؟ کس نے اتنے عرصے تک مسلط رکھا۔ پھر اسے بھی ہٹا دیا گیا۔ وہ سیاسی ڈھانچہ ختم ہوگیا۔ پھر اب کیا جواز ہے؟ پھر نجف پر حملہ کیوں؟ نجف کیا ہے؟ نجف کو ہدف کیوں بنایا گیا؟ نجف عالم اسلام کا ایک مقدس ترین مقام ہے۔ نجف پر حملہ مسلمانوں کی غیرت ایمانی پر حملہ ہے۔ ان کی حمیت دینی پر حملہ ہے۔ ان سے روح نکال لینا مقصود ہے اور اگر نجف محفوظ نہ رہا تو پھر مدینہ بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ گنبد

خضریٰ بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ خانہ کعبہ محفوظ نہیں رہے گا۔ اگر نجف پر حملے کے وقت مسلمانوں نے خاموشی اختیار کی، عالم اسلام خاموش رہا تو کل جب مدینے پر حملہ ہوا، گنبد خضریٰ پر حملہ ہوا، جب کعبے پر حملہ ہوا کیا اس وقت بھی عالم اسلام خاموش رہے گا؟ نہیں۔ یہ بیداری کا وقت ہے، یہ عالم اسلام کی بیداری کا وقت ہے۔ یہ ہوش میں آنے کا وقت ہے، یقیناً war against terror ضروری ہے لیکن اس نعرے کو بھی تو سمجھنا ہے، اس کے پس پردہ جو عزائم ہیں انہیں بھی تو سمجھنا ہے کہیں ایسا تو نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: کمیلی صاحب وقت کا بھی خیال رکھیں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی: نعرہ برحق ہے لیکن مقصد باطل ہے۔ کہیں عالم اسلام کو پورے طور پر مغلوب کرلینا تو مقصد نہیں۔ اگر ہے تو پھر اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنی پالیسیوں کو revise کریں۔ یقیناً جو وزیر خارجہ نے کہا کسی حد تک صحیح ہے کہ ہم نے کیا غلطی کی لیکن ہاں، اب وقت آگیا ہے تعاونو علی البر والتقوی ولاتعاونو علی اثم والعدوان نیکی اور تقوی میں تعاون کرو لیکن بدی اور گناہ میں تعاون نہیں ہونا چاہیے۔ عزائم کو سمجھنا چاہیے، ارادوں کو سمجھنا چاہیے، ہر معاملے میں ساتھ دینا، کس حد تک ساتھ دینا ہے اور کس حد تک ساتھ نہیں دینا ان حدود کا تعین ہونا چاہیے۔ ہمیں اپنے ملک کے ساتھ ساتھ اپنے دین، اپنے ایمان کے تحفظ کی بھی فکر کرنی چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کسی اور کی رضا کی خاطر خدا کو ناراض کر بیٹھیں۔ خدا کی رضا اولین مقام رکھتی ہے اور اس کی ناراضگی سے بچنا چاہیے۔ ظلم کی حمایت بھی بدترین ظلم ہے اور ظلم پر خاموشی بھی بدترین جرم ہے۔ لہذا ظلم کی حمایت کسی طور بھی مسلمان کو نہیں کرنی چاہیے اور ظلم کے خلاف مظلوم کی نصرت کرنی چاہیے۔ اس وقت یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا یہ حق و باطل کی جنگ ہے یا نہیں۔ یہ کفر اور اسلام کی جنگ ہے یا نہیں۔ ظالم کون ہے، مظلوم کون ہے۔ جب یہ تعین ہو جائے کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون ہے تو پھر مظلوم کی نصرت کرنی چاہیے نہ کہ ظالم کی تائید۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: I will request the honourable speaker to please adhere to time limit maximum 5 minutes. Mr. Mohim Khan.

سینیٹر مہیم خان بلوچ: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں سب سے پہلے کہوں گا کہ ظالم کا جس مذہب سے تعلق ہو، عیسائی ہو، یہودی ہو، مسلمان ہو، بدھ مت ہو، ظالم ظالم ہوتا ہے۔ مظلوم کا جس نسل سے تعلق ہو، جس مذہب سے تعلق ہو، جس فرقے سے تعلق ہو، جس زبان سے تعلق ہو، مظلوم مظلوم ہوتا ہے۔ اس وقت جو عراق میں ایک situation ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک ظالم اور مظلوم کی جنگ ہے۔ مظلوم اپنی بقا کی خاطر، اپنی آزادی کی خاطر، اپنے تشخص کی خاطر، اپنی سرگرمی کی خاطر ایک انسان کے ناتے سے ظالم کے خلاف مزاحمتی جنگ لڑ رہا ہے۔

عراق پر حملہ کرنے سے پہلے پوری دنیا کی سیاسی اور جمہوریت پسند قوتیں جس میں امریکہ اور برطانیہ کے عوام سرفہرست، ہراول دستے کے طور پر تھے جنہوں نے آواز اٹھائی کہ عراق پر حملہ مت کرو، مت کرو، یہ حق تمہیں نہیں پہنچتا لیکن اس کے باوجود اس نے اس کا احترام نہیں کیا۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل جس کا کہ برطانیہ اور امریکہ مستقل رکن ہیں، وہاں سے بھی احتجاج ہوا کہ ہم اس کارروائی کی حمایت نہیں کریں گے۔ اس وقت سلامتی کونسل کے صدراتی منصب کا عہدہ ہمارے ملک پاکستان کے پاس تھا، انہوں نے بھی برملا کہا کہ ہم اس چیز پر آپ کی حمایت نہیں کریں گے، لیکن آج situation بدل گئی ہے، ابتدائی مرحلے کچھ اور تھے، آج کچھ اور ہیں، آج ثابت ہوا کہ امریکہ نے دو بہانے سامنے رکھے تھے کہ عراق میں مہلک ہتھیار بہت مقدار میں موجود ہیں، وہاں کی حکومت "القاعدہ" سے تعلق رکھتی ہے لیکن آج عالمی اداروں نے خود ہی اس چیز کا اعتراف کیا کہ عراق میں نہ مہلک ہتھیار تھے اور نہ ہیں۔ آج وقت نے بھی ثابت کر دیا کہ وہاں "القاعدہ" کی دہشت گردی کی بات نہیں ہے۔ جیسے میں نے کہا کہ اب وہاں ظالم اور مظلوم کی جنگ ہے۔ عراق کے عوام دہشت گرد نہیں ہیں، وہ مظلوم ہیں، وہ اپنی بقاء کی جنگ کی خاطر، اپنے تشخص کی خاطر، اپنی سرزمین کی خاطر، اپنے مستقبل کی خاطر آج ظالم کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ آج وہاں بنی نوع انسان کے حوالے سے قتل عام ہو رہا ہے، بربادی ہو رہی ہے، بمباری ہو رہی ہے، وہاں کے مظلوم عوام کو بے تحاشا ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ بین الاقوامی چارٹر کے حوالے سے، human rights commission کے حوالے سے آج ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اس کا نوٹس لیں، آج امت مسلمہ کے حوالے سے ہمارے عراق کے

ساتھ رشتے ہیں' اس کا بھی تقاضا ہے کہ ہم اس کا نوٹس لیں' آج عراق میں مقدس مقامات جس میں روضہ علی علیہ السلام کی بے حرمتی کی کوشش ہو رہی ہے' اس کا ہمیں نوٹس لینا چاہیے۔ یقینی طور پر یہ سلسلہ اگر آگے جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ عراق کے عوام کے ساتھ جس طرح ہو رہا ہے اگر اسی طرح ہم نے اسے چھوڑ دیا تو یقینی طور پر یہ زہر' یہ دہشت گردی' یہ آمریت' ظلم' دوسروں کی سرزمین پر قبضہ کرنا' یہ آگ کی جنگ بڑھتی ہوئی ایک دن ہمیں بھی اپنی لپیٹ میں لینے کوشش کرے گی۔

لہذا آج وقت کا تقاضا ہے۔ ہماری بہت سے forums پر مثبت پالیسی ضرور رہی ہے' ہم اس چیز کو اور آگے بڑھائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ آگ کی جنگ پوری دنیا میں پھیل جائے۔ ہم کھل کر کہیں کہ آپ دہشت گردی کی بات کرتے ہیں لیکن وہاں دہشت گردی کا سلسلہ نہیں ہے' ہم امریکہ سے کہیں کہ آپ وہاں دہشت گردی کا نام نہ لیں۔ آپ جمہوریت کی بات کرتے ہیں' جمہوریت اس طرح نہیں لائی جا سکتی جس طرح کہ عراق میں لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یقینی طور پر ہم جمہوریت کے حامی ہیں' جمہوریت پوری دنیا میں ہونی چاہیے' بادشاہت ختم ہونی چاہیے' ایک طبقے کی جس جس ممالک میں حکومت ہے اسے ختمہونا چاہیے۔ فوجی حکمرانی جس جس ملک میں ہے وہ ختم ہونی چاہیے' اگر امریکہ نے اس سلسلے میں پہل کی ہے تو وہ یہ قتل عام بند کرے۔ آج ہم اسے کہیں کہ دہشت گردی کے حوالے سے ہم آپ کے ساتھ ضرور ہیں' ہمارے ملک میں جو دہشت گردی کے رجحانات ہیں اسے ختم کرنے کے لئے بہت سی قربانیاں ہم اپنے ملک میں دے رہے ہیں۔ دہشت گردی کے حوالے سے ہم امریکہ کے ally ہیں لیکن عراق کے معاملے میں کھل کر ہم کہیں کہ آپ کی جو وہاں پالیسی ہے' آپ کی جو وہاں حکمت عملی ہے' وہاں آپ جمہوریت لائیں' وہاں دہشت گردی کے بہانے نہ بنائیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پوری دنیا میں انسانیت' آزادی اور مظلوم کا وجود متاثر ہو رہا ہے' یہ بند ہونا چاہیے۔ بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس عراق issue پر اظہار خیال کرتے ہوئے میں دو تین چیزوں کی طرف توجہ دلانا چاہوں گی۔ پہلی بات تو یہ کہ جو حملہ کیا گیا

اس کے مقاصد کیا تھے۔ یہاں پر دوسرے لوگوں نے بھی بیان کئے کہ دو مقاصد خود انہوں نے کہے کہ ایک تو صدام حسین dictator ہے' لوگوں کے اس کے ظلم سے نجات دلانی ہے اور WMBs ہیں کہ جن سے انسانیت کو خطرہ ہے' ان کا ازالہ کرنا ہے۔ لیکن حملے کے بعد یہ دونوں چیزیں واضح ہوگئیں کہ WMDs تو تھے نہیں اور صدام حسین کو بھی پکڑ لیا گیا مگر اس کے بعد جو امن وامان کی وہاں پر صورتحال ہے جیسا کہ بغداد کے بارے میں جو پہلی تصویریں ہم نے دیکھیں وہ لوٹ مار کی تھیں۔ اس کے بعد روزانہ حملے اور اس میں نجف' کربلا اور فلوجہ پر باری باری بمباری کی شکل طاری رہی۔ کیا یہ ان لوگوں کو relief دینے کا اقدام تھا؟

جناب چیئرمین! ایک تو مقصد ہوتا ہے۔ مقصد بھی غلط ثابت ہوا اور دوسرا اس کا کردار یا طرز عمل ہوتا ہے جو دوران جنگ نظر آتا ہے۔ اس میں بھی ہم نے جو دیکھا تو اس میں ابو غرائب جیل کے قیدیوں کی تصویریں تھیں جہاں پر برہنہ لوگوں کو باندھا گیا تھا اور ان پر کتے چھوڑے گئے تھے یا وہ تصویر تھی جس میں عراقی کے گلے میں رسی باندھی گئی تھی اور ایک امریکی اس کو کھینچ رہا تھا۔ یہ بھی انسانیت کی تذلیل کی تصویر تھی۔ پھر ہم نے دیکھا کہ مقامات مقدسہ کی توہین کی گئی اور ان کا بھی خیال نہیں کیا گیا۔ پھر ہم نے دیکھا کہ عورتوں کی بھی حرمت یا عوام کو بھی نہیں چھوڑا گیا۔ جتنے ادارے اور معاہدے ہمارے عالمی دنیا کے بنتے ہیں۔ UNO ہے' پھر اس کے ساتھ جنیوا کنونشن ہے' پھر protocol-1 ہے' پھر International Humanitarian Laws relating to war ہیں یا Fundamental International Human Rights ہیں ان سب کا لحاظ نہیں رکھا گیا اور ان کی violation کی گئی۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ ایک ایسی مذاحمتی جنگ وہاں پر شروع ہوئی ہے۔ ایسے لوگوں نے خودکش حملے کئے ہیں کہ دہشت گردی کی ایک نئی تاریخ مرتب ہو رہی ہے۔ عراق کل دہشت گرد نہیں تھا آج وہ دہشت گرد بنا ہے۔ اس کا جواز بناکر جس طرح سے اب عوام کو ختم کیا جارہا ہے وہ ایک نئی تاریخ ہے جو رقم کی جارہی ہے۔

جناب چیئرمین! اس سے ہمیں سبق کیا ملتا ہے؟ میں یہ سمجھتی ہوں کہ صرف طاقت کے بل پر ساری دنیا کو بھی اپنا اتحادی بناکر آپ کسی ملک کو فتح نہیں کر سکتے۔ جب تک عوام کے اندر وہ حمیت ہے اور جذبہ ہے وہ مذاحمت کریں گے۔ یہ بالکل خواب ہے کہ ہم جس پر چاہیں اس

پر چڑھ دوڑیں اور اس کو ہم فتح کرلیں گے۔ جنگیں صرف اوزاروں' اسلحہ اور ٹیکنالوجی کے ساتھ نہیں لڑی جاتیں' جذبوں کے ساتھ لڑی جاتی ہیں۔ اب سوال تو ہمارا یہ ہے کہ ہمیں کیا کرنا ہے؟ ہمارا کردار کیا ہونا چاہیے؟ ایک عدل کا نظام قائم کرنے کے لئے اور ظلم کو روکنے کے لئے کیا ہم ظالم سے بھڑ جائیں؟ شاید آپ اس کو دیوانگی کہیں گے لیکن عدل کا ساتھ دینے کے لئے اور ظلم کو روکنے کے لئے شاید مزاحمت کسی حد تک تو ہوسکتی ہے اور اس کو آپ حکمت کہہ سکتے ہیں لیکن ظالم کا ساتھی بن جانا' اس کا حمایتی بن جانا اور اس کا آلہ کار بن جانا میں تو اس کو فرزانگی نہیں سمجھتی اور یہ فرزانگی نہیں ہے جو ہم نے رویہ اپنایا ہوا ہے۔ اس کے لئے جو ہمیں تعلیمات ملتی ہیں۔ میں بھی قرآن پاک کا وہ واقعہ جو ہم سب کو معلوم ہے کہ ازل سے یہ رہا کہ ایک فرعون ہوتا ہے اور وہ اپنی طاقت کے بل پر یہی کہتا ہے کہ انا ربکم الاعلیٰ اور وہ ساتھ یہ کہتا ہے اس لئے رب ہوں کہ جس کو چاہتا ہوں زندہ رہنے دیتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں ختم کر دیتا ہوں۔ مگر جب حضرت موسیٰ آتے ہیں اور صرف ایک عصا' معجزہ یا الہامی کلام لے کر آتے ہیں تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی مشیعت بھی مدد کار ہوتی ہے اور وہ وقت کے فرعون ختم ہو جایا کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں بھی پرامید رہنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! مجھے تو وہ آیت بھی یاد آ رہی ہے کہ جا الحق و ذھق الباطل ان باطل لکانہ زھوقا کہ حق غالب آ گیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی والی چیز ہے۔ اس پر بھی جو خاص بات ہے وہ یہ ہے کہ مکی دور کی آیت ہے' جب ابھی مسلمان مٹھی بھر تھے۔ وہ چھپ چھپ کر نمازیں پڑھا کرتے تھے لیکن ان کو یقین تھا اور اس وقت بھی لوگوں نے کہا تھا کہ طاقت ہے کونسی؟ وسائل ہیں کونسے؟ اور یہ اس وقت نعرے لگا رہے ہیں' بھڑکیں مار رہے ہیں۔ جناب! آج بھی بھڑکیں مار لینی چاہییں' اس لئے کہ یہ سنت ہے کہ پُرامید رہیں' اور اقدام کریں۔

تیسری اور آخری بات یہ کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ طریقہ بھی بتا دیا کہ محمد الرسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار و رحماء بینھم کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔ اور اسی کو علامہ اقبال نے بھی کہا

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم　　رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

آج بھی ہمیں اپنے انفرادی کردار میں اس قرآن کو لاگو کرنا ہوگا ۔ اپنے اندر وہ حمیت اور غیرت پیدا کرنی ہوگی ۔ ملکی سطح پر بھی ہمیں ایک اجتماعیت بنانا ہوگی اور آپس میں ایک دوسرے کے لئے محبت اور دشمن کے لئے ہمیں لوہے کے چنے بننا ہوگا ۔ ملک میں بھی اس جمہوری بالادستی کے لئے کام کرنا ہوگا ۔ اصولوں کو لے کر چلنا ہوگا ۔ دہشت گرد ضرور پکڑے جائیں ، لیکن کسی عدالتی کارروائی کے نتیجے میں ۔

پھر تیسری بات یہ ہے کہ اسلامی تحریکوں پر قرض ہے کہ کھڑی ہوں اور اُمت پر اس وقت جو آزمائش آئی ہے اس کے لئے اقدام کرے ۔ چوتھی بات جو OIC کا ادارہ ہم نے بنایا ہے وہ بھی اس دن کے لئے بنایا تھا۔ اگر آج بھی مسلمان متحد نہیں ہوتے تو پھر اگلے کسی ایک اور ملک کی قربانی دے کر شاید وہ سوچیں گے کہ ہم آج متحد ہو جائیں ۔ انسانیت کے لئے جو ادارے ہیں ان کو بھی اپیل کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ بھی اٹھیں اور اس ظلم کے خلاف کھڑے ہوں اور بس یہ کہ کم از کم اتنا تو ہو جائے کہ ہم مسلمانوں کے خلاف دشمن کے آلہ کار نہ بنیں ۔ وہ جیسے انہوں نے بھی کہا کہ

تیر کھا کے جو دیکھا کمیں گاہ کی طرف　　اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

تو کم از کم ایسا تو نہ ہو ۔ شکریہ جناب ۔

جناب چیئرمین: مسز نگہت مرزا ۔

سینیٹر نگہت مرزا، جناب چیئرمین! دنیا بھر میں انسانوں کی جان لینے اور دینے کے دو جواز ہوتے ہیں ۔ ایک تو بھوک اور دوسرا عقیدہ ۔ بھوک تو براہ راست حکومتوں کی ذمہ داری ہوتی ہے ۔ اب رہا عقیدے کا سوال ، تو اسے کم کرنا یا اسے ختم کرنا ، طاقت ور فریق کی ذمہ داری ہوتی ہے ۔ اس میں موثر کردار سیاستدان ، علمائے کرام ، دانشور اور اہل قلم ادا کر سکتے ہیں لیکن یہ موثر طبقے اس وقت بے اثر ثابت ہوتے ہیں جب طاقتور فریق اپنی تمامتر حشر سامانیوں کے ساتھ اس کی پامالی شروع کر دیتا ہے۔

تجھ سے ممکن ہو تو اے ناقدِ ایام کہن　　اپنے گمنام خزانوں کو اٹھا کر رکھ لے

رات بے نام شہیدوں کے لئے روتی ہے ان شہیدوں کا لہو دل سے لگا کر رکھ لے
ماؤں کے سیلے دوپٹوں میں ہیں جو آنسو جذب ان کو آنکھوں کے چراغوں میں سجا کر رکھ لے

جناب چیئرمین! آج ایک بار پھر اس ہاؤس میں عراق کا مسئلہ زیر بحث ہے۔ مسلمانوں کا قتل عام پچھلے کئی برسوں سے جاری ہے خواہ وہ بوسنیا ہو، کشمیر ہو، افغانستان ہو یا عراق۔ مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کے لئے خصوصاً نجف میں جو ظلم وستم کا بازار روا رکھا جا رہا ہے اس پر تمام مسلمانوں کے دل مضطرب ہیں۔ مسلم اُمہ کی غفلت اور بے حسی نے آج ہمیں اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ ہم اپنے ہی اسلامی ممالک میں ہونے والے قتل عام پر مذمتی قراردادیں پیش کرنے پر مجبور ہیں لیکن عملی طور پر ان کی مدد کرنے سے بالکل قاصر ہیں۔

آج بیشتر اسلامی ممالک کو دہشت گرد قرار دے کر ان کے خلاف غیر مسلموں کی سازشیں صرف اور صرف اس لئے ظہور پذیر ہو رہی ہیں کہ ہماری Islamic ideology کو مسخ شدہ شکل میں ساری دنیا میں پیش کیا جا رہا ہے، جس میں مغربی میڈیا پیش پیش ہے جبکہ ہماری Islamic ideology اتنی طاقتور ہے کہ جس کو base بنا کر دنیا کے ہر ملک نے اپنے ہاں قوانین نافذ کئے ہیں۔ آج عراق متمدن اور مہذب اقوام کا نشانہ بنا ہوا ہے جنہوں نے انتہائی بیدردی سے انصاف اور قانون کے تمام تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر وہاں انسانی خون اس طرح بہایا ہے کہ زمین و آسمان لرز کر رہ گئے ہیں۔

تمام صورتحال ہاتھ سے نکل جانے پر اسلامی ممالک سے یہ تقاضا کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی فوجیں عراق میں حالات درست کرنے کے لئے بھیجیں۔ یہ دباؤ پاکستان پر بھی ڈالا گیا لیکن ہم صدر جنرل پرویز مشرف صاحب کے انتہائی ممنون ہیں کہ انہوں نے انتہائی دانشمندانہ اقدام کرتے ہوئے فوجیں عراق بھیجنے سے انکار کردیا۔ عوامی رائے کے حق میں یہ فیصلہ انتہائی کارگر ثابت ہوا۔ اس سلسلے میں، میں متحدہ قومی موومنٹ کے قائد اور اراکین اسمبلی کے کردار کو بھی سراہتی ہوں کہ انہوں نے فوج بھیجے جانے کی مخالفت کی۔ ہم اس موقع پر انسانی حقوق کی تنظیموں سے پوچھتے ہیں کہ پاکستان میں ہونے والے معمولی واقعات پر بھی انسانی حقوق کا violation انہیں نظر آتا ہے۔ ہماری اخلاقی قدروں اور ثقافتی روایتوں کی پامالی ہوتی ہے تو ہوتی رہے وہ اس میں قانونی موشگافیاں تلاش کر لیتے ہیں لیکن عراق میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں، وہاں پر

ہونے والے عورتوں کے ساتھ مظالم اور ان کی بے حرمتی کیے جانے پر بھی انہیں انسانی حقوق کا violation نظر نہیں آتا آخر ایسا کیوں ہے ۔ آپ انسانی حقوق کے بڑے بڑے علمبرداروں کو ہمارے ہاں خود اپنے ٹی وی پر دیکھ لیجیے ان کے interviews پڑھ لیجیے ان کی نگاہیں مستقل صرف اور صرف پاکستان کی اخلاقی قدروں پر لگی ہوئی ہیں کہ کسی طرح ہماری تہذیب کو قتل کیا جائے' یہاں جو اخلاقی اور تہذیبی طور پر مجرم ثابت ہوتے ہیں وہ ان کے لیے اتنے رطب اللسان ہوتے ہیں اور وہ ان کی اتنی زیادہ حمایت کرتے ہیں کہ ان کو ایک ہیرو بنا کر پیش کرنا چاہتے ہیں اور انہیں جو کچھ مسلمان ملکوں میں آج تک ہوتا رہا ہے یا عراق میں ہوتا رہا ہے وہ بالکل نظر نہیں آتا جبکہ میڈیا پر ایسے حالات دیکھ کر ایک انسان کی روح لرز جاتی ہے ۔

میں انسانی حقوق کے تمام champions کو عراق کی صورتحال پر آواز اٹھانے کا مشورہ دیتے ہوئے انہیں متنبہ کرتی ہوں کہ ہمارے ہاں کی تہذیبی روایتیں اور ثقافتی اقدار کو بگاڑنے کی کوششوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے صحیح معنوں میں ظالم قوتوں کے ظلم دنیا کے سامنے پیش کریں اور ان کے حل پر زور دیں اور اگر قانون اور انصاف کی پامالی دیکھنی ہے تو ان عراقیوں کو دیکھیں جو آج مہذب اور ترقی یافتہ قوموں کے عتاب کا شکار ہیں لیکن اس بے سروسامانی کی کیفیت میں بھی سر اٹھائے کھڑے ہیں۔

چہروں کے عزم اور متانت پہ کچھ کہو ایماں کے جوش اور حرارت پر کچھ کہو

اس کے ساتھ ہی میں اپنے ملک کے علمائے کرام سے درخواست کرتی ہوں کہ سارے مسلک قابل احترام اور قابل قدر ہیں' وہ صرف اس نکتے پر جمع ہوں کہ مسلم امہ میں اتحاد و یگانت پیدا ہو ۔ اپنے اپنے ملک کی حفاظت اس کی ترقی اور خوشحالی کے لیے کام کریں ۔

میں عراق میں مہذب اقوام کی جانب سے مظالم کی شدید مذمت کرتے ہوئے اقوام متحدہ سے انصاف کی اپیل کرتی ہوں ہر چند کہ۔

طاقت کے بل پر منصفی اب ان کے ہاتھ ہے
ہر فیصلے میں مخفی عداوت پر کچھ کہو

آخر میں میری مسلم ممالک سے درخواست ہے کہ اپنے اندر باہمی اتحاد کی فضا پیدا کریں ۔ آج

جس مشکل میں تمام عالم اسلام ہے اس پر میں صرف یہی کہہ سکتی ہوں کہ

جانے کب حلقہ گرداب سے ابھرے ساحل
سر پٹکتی ہوئی موجوں کا تلاطم کم ہو
جانے کب گونجتی لہروں کی صدا مدھم ہو
کف اگلتا ہوا طوفان پر اسرار ہوا
غیر محفوظ خلاؤں میں زمین کا بن باس
نہ فضا لطف پہ مائل نہ فلک درد شناس
کر دیے ترک قبیلوں نے جنوں کے رشتے
زخم کس طرح بھریں چاک جگر کیسے سلیں
سرحدیں آگ کا میدان بنی بیٹھی ہیں
اے غزالان چمن اب کے ملیں کہ نہ ملیں

شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ عابدہ سیف۔

سینیٹر عابدہ سیف۔ جناب چیئرمین! عراق کی جنگ کو شروع ہوئے ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے اور اس دوران ہزاروں انسانی جانیں ضائع ہو چکی ہیں جن میں عام شہری، خواتین، بچے اور بوڑھے شامل ہیں۔ جناب والا! ہماری تمام ہمدردیاں عراقی مظلوم عوام کے ساتھ ہیں، خاص طور پر خواتین، بوڑھوں اور بچوں کے ساتھ ہیں اور ہم کبھی نہیں چاہیں گے کہ یہ لوگ جنگ کی تباہ کاریوں کا نشانہ بنیں۔ ہماری آج بھی یہ خواہش ہے کہ عراق کا مسئلہ یو این او کی سیکیورٹی کونسل کے ذریعے حل کیا جائے کیونکہ جنگ کبھی کسی مسئلے کا حل نہیں ہوتی اور جنگ کی تباہ کاریاں اس ملک اور اس کے گردونواح کے علاقوں کے لیے نقصان دہ ہوتی ہیں۔ جناب چیئرمین! اب اس جنگ سے شہری علاقوں میں واقع سکول، ہسپتال اور مذہبی مقامات بھی محفوظ نہیں رہے خاص طور پر روضہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نقصان پہنچنا مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ جنگی قوانین میں کہیں بھی اس بات کی اجازت نہیں دی گئی ہے کہ

شہری علاقوں میں واقع سکونوں، ہسپتالوں اور مقدس مذہبی مقامات کو نشانہ بنایا جائے۔ مزید یہ کہ اگر جنگ کے دوران کسی طرح مذہبی مقامات کو نقصان پہنچتا رہا تو مختلف مذاہب کے لوگوں کے جذبات مجروح ہوں گے اور اس طرح سے جنگ سمٹنے کے امکانات محدود ہوتے چلے جائیں گے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ جنگ کے دوران شہری علاقوں، سکولوں، ہسپتالوں اور مقامات مقدسہ کو نشانہ نہ بنایا جائے۔ میں اس ایوان کے ذریعے جنگ کی تباہ کاریوں سے متاثر ہونے والے شہریوں، خواتین، بچے اور بوڑھے اور خاص کر مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کرنے کی بھرپور مذمت کرتی ہوں۔

جناب چیئرمین! عراق میں پاکستانی افواج بھیجنے کی خبریں سننے میں آ رہی ہیں تو اس سلسلے میں متحدہ قومی موومنٹ کا موقف ہے کہ فوجیں بھیجنے سے پہلے عوام کی رائے ضرور معلوم کی جائے اور عراق میں افواج بھیجنے کے سلسلے میں referendum کے ذریعے عوام کی رائے معلوم کی جائے اور عوام کی جو رائے ہو اس کو مقدم رکھا جائے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: That brings us to the end of the speakers on Iraq

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, under Rule 194, at the end of the debate a motion can be made and on behalf of the MMA and the Democratic Alliance and I am sure the honourable Leader of the House would also support this resolution.....

Senator Wasim Sajjad: The resolution discussed was a joint resolution. Sir, I think, it will be taken as a joint resolution by all parties of the House. So, let it be moved as a joint resolution.

Senator Mian Raza Rabbani: That will be moved as a joint resolution. Sir, the resolution reads..

Senator Muhammad Akram: Point of order sir.

جناب چیئرمین: کس بات پر۔

سینیٹر محمد اکرم : جناب! حالیہ debate کے لیے میں نے اپنا نام شروع میں درج کروایا تھا اور اس کے بعد میں نے Leader of the House کو بھی request کی تھی اور یہاں سے بھی میں نے double check کیا تھا اور مجھے یہی کہا گیا تھا کہ آپ کا نام لسٹ میں ہے' آپ بولیں گے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ کس order میں نام لیے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں' میں عرض کرتا ہوں کہ یہ نام meeting سے پہلے سب دیتے ہیں اور مجھے دیے جاتے ہیں۔ یہ ایک طریقہ ہے جو کہ better ہے تو آپ نے House میں آ کر دیا ہو گا' پہلے نہیں دیا ہو گا۔ Do you want to say something on Iraq?

سینیٹر محمد اکرم: اب تو جناب! وقت اتنا گزر گیا۔

جناب چیئرمین: بس پھر بیٹھ جائیے۔ پھر یہ party کا internal معاملہ ہے اس سے coordinate کر لیں۔

Senator Muhammad Akram: I wanted to make this point

کہ بارہا request کرنے کے باوجود یہ کس order میں بنتی ہے اور کہاں سے بنتی ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں' یہ پہلے بات کر لیتے۔ یہاں جو نام بھیجتے ہیں---

سینیٹر محمد اکرم: مجھے تو یہ assurance دے دی گئی تھی کہ جی آپ کا نام ہے' آپ انتظار کیجیئے آپ بولیں گے۔

جناب چیئرمین: بہرحال یہاں میرے پاس نام نہیں ہے۔ آپ نے direct یہاں بھیجا تھا' I sent it back because یہاں میں خود ایسے کروں گا تو پھر معاملہ ذرا imbalance ہوتا ہے۔ پہلے آپ party leadership سے بات کر لیا کریں۔ I think that is the best way. This is a party matter, you should discuss with the party leader because I take it through the party leaders.

سینیٹر محمد اکرم: جناب! انہوں نے کہا کہ آپ کا نام list میں ہے۔ آپ کی باری آئے گی۔

جناب چیئرمین، آپ list آ کر دیکھ لیجئے گا۔ جی رضا صاحب۔

JOINT RESOLUTION OF THE HOUSE ON IRAQ SITUATION

Senator Mian Raza Rabbani: Sir , the resolution reads; that the Senate of Pakistan condemns the action of the occupying forces in Najaf and calls upon them to restrain their action on the holy shrine. It also calls for cessation of hostilities throughout Iraq.

Senator Wasim Sajjad: Sir , this may also be taken as resolution on behalf of all the sections of the House.

Mr. Chairman: I put the resolution before the House as moved by Mian Raza Rabbani that the Senate of Pakistan condemns the action of the occupying forces in Najaf and calls upon them to restrain their action on the holy shrine. It also calls for cessation of hostilities throughout Iraq.

(The motion was carried)

Mr . Chairman: Obviously the resolution stands adopted unanimously. Now we come to the debate on the "price hike". Again if speakers can restrict themselves to a maximum of five minutes that would help. Yes, Professor Khurshid Ahmed.

DISCUSSION ON MOTION RE:PRICE HIKE IN THE COUNTRY.

پروفیسر خورشید احمد، شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! ایک بار پھر میں آپ کا اور قائد ایوان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس تیسرے مسئلے پر بھی ہمیں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع مل رہا ہے اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں، میرا طریقہ بہر حال یہ ہے کہ میں حقائق پر کوئی

سمجھوتا نہیں کیا کرتا اور اس وقت ہم مہنگائی' بیروزگاری اور بحیثیت مجموعی عوام کی معاشی مجبوریوں پر focus کر رہے ہیں۔ مجھے اس بات کے اعتراف پر کوئی عار نہیں ہے کہ گزشتہ سال ماضی کے تین' چار سالوں کے مقابلے میں معیشت کا رخ ترقی کی طرف رہا ہے اور GDP, rate of growth اور foreign exchange ان تین میدانوں میں positive indicators نظر آ رہے ہیں۔ لیکن میری نگاہ میں یہ بڑا ظلم ہوگا' ناانصافی ہوگی کہ صرف ان کا ذکر کرکے جو اصل معاشی حقائق اور مسائل ہیں ان سے صرف نظر کر لیا جائے۔ اس لیے Opposition نے ضروری سمجھا کہ پوری تصویر قوم کے سامنے رکھی جائے اور محض جزوی طور پر چند indicators کا سہارا لے کر ایک غلط تصویر پیش کرنے کی جو کوشش کی جا رہی ہے' اس پر brake لگائیں۔ یہ ہے ہمارا مقصد۔

اس سلسلے میں پہلی بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اعداد و شمار' statistics کا صحیح ہونا کسی بھی ملک کی معاشی صحت کے لیے بہت ضروری ہے۔ یہ مسئلہ Opposition یا حکومت کا نہیں ہے۔ یہ مسئلہ اس ملک کی صحیح خطوط پر 'planning' معاشی policy making. اعداد و شمار کی حیثیت ایک آئینے کی سی ہے۔ اگر آئینہ صحیح picture پیش نہ کرے تو آپ کو اپنی تصویر بڑی distorted نظر آئے گی۔

میری پہلی گزارش یہ ہے کہ حکومت کی اول ذمہ داری ہے کہ اعداد و شمار صحیح رکھے۔ یہاں مجھے بڑی مشکل پیش آ رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ حکومت نے نئے survey میں' نئی basis پر معاشی ترقی کے اعداد و شمار دیے ہیں' خصوصاً صنعتی ترقی کے' وہ 17.1 فیصدی ہے لیکن اسی period کے بارے میں State Bank کی report بتاتی ہے کہ large scale industry کا growth rate 13.5% ہے۔ دو اہم سرکاری اداروں کی طرف سے دی گئی یہ معلومات اور اس میں ایسا کھلا کھلا تضاد' یہ ہمارے لیے شدید تشویش کا باعث ہے۔

اسی طرح جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ معاشیات میں اعداد و شمار کو ایک دوسرے سے check کیا جاتا ہے اور اگر یہ ایک دوسرے کو proper confirm نہ کریں' اس کو reconcile نہ کریں تو اس سے اعداد و شمار کے قابل اعتماد اور قابل بھروسہ ہونے میں بڑا فرق آتا ہے۔ یہ ایک تحقیقی report ہے جسے Social Policy and Development Centre نے

شائع کیا ہے۔ میں آپ کو اس کا ایک paragraph سناتا ہوں،

"For example, the higher than targetted GDP growth rate is not matched by higher than targetted tax revenue collection."

اگر growth زیادہ ہوئی ہے' tax collection میں تو اس کا reflection ہونا چاہیے۔

"They are significantly higher, manufacturing growth rate is not matched by a corresponding increase in industrial energy consumption."

ان دونوں کو co-relate ہونا چاہیے لیکن co-relate نہیں ہو رہے ہیں۔ ایک طرف کچھ ہے اور دوسری طرف کچھ ہے۔

Customs duty receipts for several commodities increase at the same rate and this phenomenon continues for three years in a row targetted and actual direct and indirect tax collection are exactly the same.

میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ 13 items, جن کی duties دی گئی ہیں ' ان 13 میں سے 10 ایسے ہیں جن میں exactly مثلاً chemicals کے بارے میں 2003ء میں 3.1%, dyes 3.1%, iron 3.1%, machinery 3.2%, metals 3.2%, یعنی exactly وہی figures ہیں۔ اسی طرح 2004ء کا لیں' وہاں پر وہ 9.7, یعنی 13 میں سے 10 items کی ایسی miraculous growth figures تو ہو سکتی ہیں' حقیقت میں نہیں ہو سکتی۔ میرا پہلا نکتہ جناب والا! یہ ہے کہ خدا کے لیے اعداد و شمار کی صحت کا خیال رکھیے اور ابھی حال ہی میں آپ دیکھیے کہ انگلستان جیسے ملک میں انہوں نے Statistics Ombudsman قائم کیا ہے تا کہ لوگوں کو اعتماد ہو سکے۔

دوسرے نکتے میں' میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ملک میں غربت میں اضافہ ہوا ہے اور جتنی بھی independent studies ہوئی ہیں وہ سب یہ ظاہر کر رہی ہیں کہ اس وقت 33% سے 35% تک آبادی غربت کی حد سے نیچے ہے۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ جو data سرکاری اعداد و شمار میں دیا گیا ہے اس سے یہ ہولناک صورت ہمارے سامنے آتی ہے کہ اگر آپ nominal wage میں یقینی اضافہ کو دیکھیں تو صورت حال یہ ہے کہ 1992ء سے 2004ء تک کا جو average ہے وہ 5.4% ہے لیکن 2000ء سے 2004ء تک کا جو

increase ہے وہ صرف 0.50 ہے۔

ایک طرف یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ماضی میں سب خراب تھا' ان چار سال میں حالات بدل گئے ہیں۔ دوسری طرف ضمنی اعدادوشمار کے ذریعے سے جو real wage ہے وہ ماقبل کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ پھر اگر آپ inequality کو دیکھیں تو اس سلسلے میں جتنے اعدادوشمار ہمارے سامنے آرہے ہیں وہ نہایت ہی تشویشناک ہیں۔ صورت حال یہ ہے کہ

This is indicated by the fact that share in the national income of the richest 20% of the population has increased from 44% in the year 1988 to 47% in 1999 and to 48% in 2002. Correspondingly, the share of the poorest 20% has decreased from 9% to 8% and 7% over the same period. Consequently, the richest 10% household have boosted their purchasing power by 33% between 1988 and 2002. While the poorest 10% of the household has suffered and percentage erosioned in their purchasing power to the extent of 9%. Industrial real wage

کی position بھی یہی ہے کہ

manufacturing real wages have declined continuously since 1999 and the fall is estimated at 3.1% in the year 2004

یہی صورت حال ginning coefficient کی ہے جو inequality کو ظاہر کرتا ہے اور وہ بھی اس چیز کو confirm کر رہا ہے۔ یہ بڑی serious صورت حال ہے۔ محض macro indicator سے معیشت کی صحیح تصویر سامنے نہیں آتی جب تک آپ ان تمام چیزوں کو نہ دیکھیں۔ اس کے بعد پھر آپ unemployment کو دیکھیں۔ سرکاری اعدادوشمار کے مطابق unemployment کی پوزیشن یہ ہے کہ 2000ء سے پہلے پانچ فیصدی labour force unemployed تھی۔ 2000 and 2001 میں یہ بڑھ کے 7.82% ہوگئی اور 2003-2004 میں 8.27% ہوگئی۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان عصر سنائی دی)

جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ unemployment کی صورت حال یہ ہے کہ اس

وقت جو registered labour ہے اس کے تقریباً چار ملین بے روزگار ہیں اور ہر سال اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کا rate بڑھ رہا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے جو growth strategy اختیار کی ہے وہ job creation ہے Capital internship صنعت سے بڑھی ہے ضرور لیکن لوگوں کو روزگار بھی ملا ہے اور جو بے چینی پورے ملک میں پائی جاتی ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ inflation کو بھی لے لیں۔ یہ میرے پاس State Bank of Pakistan کی latest report ہے۔ میں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہہ رہا ہوں ' میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ یہ دیکھ لیں کہ اس بارے میں State Bank اس وقت کیا کہتا ہے۔

"With the economy still performing below the 6 percent long-term growth trajectory, the likelihood of immediate relief is low. Another, more recent, concern is the specter of rising inflation. While overall CPI inflation is still low relative to that in past years, there is clear evidence of a gradual up trend. Moreover, it is pertinent to note that with inflationary pressures particularly evident in food staples, driving food inflation to a 6 year high in December 2003, the incidence of inflation falls disproportionately on the most vulnerable. (low income groups who are the least prepared to absorb this burden) The upsurge in food inflation, that appears driven by supply shocks as well as less that adroit management, clearly points to the considerable scope for improvement etc . etc".

تمام تفصیلات جو سٹیٹ بنک کی رپورٹ میں جگہ جگہ دی گئی ہیں' ان سے معلوم ہوتا ہے کہ 2003 کے مقابلے میں جولائی کے مہینے میں جو اضافہ ہوا ہے' وہ average 9% ہے۔ اب percentage طرز میں یہ 30% بنتا ہے۔ جناب والا! یہ اعداد و شمار میں نہیں دے رہا ہوں ' یہ اعداد و شمار آپ کے سروے اور سٹیٹ بنک کی latest رپورٹ سے ہیں۔ خدا کے لئے اسے serious لیجیئے اور اس کا حل صرف ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ continuity کے نام پر World

Bank and I.M.F. کے دیئے ہوئے framework کے اندر جس micro-stabilisation پر آپ ساری توجہ مرکوز کئے ہوئے ہیں' خدا کے لئے اس سے نکلیئے۔ جب تک آپ growth oriented, distributive justice... اور سب سے اہم چیز یہ ہے کہ جب تک آپ agriculture, small and medium industry, job creation پر توجہ نہیں دیں گے' جب تک آپ یہ راستہ اختیار نہیں کریں گے' اس وقت تک positive relief لوگوں کو نہیں ملے گی۔ اس وقت تک اس ملک سے نہ غربت ختم ہوگی' نہ معاشی مشکلات دور ہوں گی اور نہ قانون کا احترام پیدا ہوگا۔ خود law and order situation, political stability یہ تمام چیزیں economic stability کا تقاضا کرتی ہیں اور economic stability frame work کے اندر حاصل نہیں ہوسکتی جس پر ہم نے پچھلے پانچ سال سے کام کیا ہے۔ اس کے لئے سب سے اہم ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنی economic policies کو reformulate کیا جائے۔ ہماری Finance Committee نے ابھی حال ہی میں دو دن کراچی میں گزارے ہیں اور CBR and State Bank of Pakistan کے ساتھ threadbare discussion ہوئی تھی۔ ہم نے وہاں سوالات اٹھائے ہیں اور ہم محسوس کرتے ہیں کہ ان تمام مقامات پر بھی جتنا جتنا آپ گہرائی میں جائیں گے' اضطراب موجود ہے۔ تبدیلی کے لئے احساس ہے لیکن اس کے لئے جس political will اور سیاسی work کی ضرورت ہے' وہ اختیار نہیں کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ایم ایم اے اور اپوزیشن پارٹیوں کی طرف سے پیش کردہ تجاویز کو محض حزب اختلاف کی باتیں نہ سمجھا جائے بلکہ ہم تو ملک کے عوام کی مشکلات اور جن معاشی مسائل سے وہ گزر رہے ہیں' ان کو قوم کے سامنے لانا چاہتے ہیں۔ اس جذبے سے لانا چاہتے ہیں کہ حکومت کی آنکھیں کھلیں اور وہ پالیسیوں کو تبدیل کرے۔ عوام کو اعتماد میں لیں' سب کو اعتماد میں لیں اور consensus policies بنائیں۔ اگر اس ملک میں foreign policy and economic policy یک رخ انداز نہ اپنایا گیا اور امریکی dictation نہ لی تو ہمارا ملک ترقی کر سکتا ہے۔ صرف پاکستان کو ہی نہیں بلکہ لاطینی امریکہ میں بھی مالی امداد دی گئی تھی جیسے ارجنٹینا' میکسیکو' پیرو ہیں۔ اب ان میں کون سا ملک ہے جو آج آہ و بکا نہیں کر رہا۔ World Bank کا former Chief Economist, Jozif Steglit جسے Nobel Prize ملا تھا' اس نے بھیانک کتاب لکھی ہے

جس میں اس نے بتایا ہے کہ وہ 39 ملک جنہوں نے World Bank, I.M.F. کی strategy پر اپنی معاشی پوزیشن بنائیں' ان میں سے ہر ایک کے اندر غربت' بے روزگاری اور معاشی بے قراری پیدا ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اتنی formal evidence موجود ہیں لیکن اس کی موجودگی میں بھی ہم مکھی پر مکھی مار رہے ہیں اور بنیادی تبدیلی لانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ س لیے جناب والا! پوری دردمندی کے ساتھ اور علمی دیانت کے ساتھ میں چاہتا ہوں کہ ایک طرف ہمارے اعداد وشمار کے نظام کو درست کیا جائے تاکہ وہ قابل اعتماد ہو اور ان میں جو بھی fudging ہو رہی ہے' میں بدنیتی کی بات نہیں کرتا ہوں لیکن حقائق یہ بتاتے ہیں کہ ہمارے اعداد و شمار transparent نہیں ہیں' consisting نہیں ہیں 'real نہیں ہیں۔

دوسری چیز معاشی پالیسیوں میں ایسی تبدیلی کی ضرورت ہے کہ ہمارا focus shift ہو stablization سے growth کی طرف ۔ تیسری چیز یہ ہے کہ growth بھی محض ایسی growth نہیں کہ جس میں پیداوار تو بظاہر manufacturing کی بڑھ جائے لیکن نہ روزگار پیدا ہو' نہ معاشی ناانصافیاں دور ہوں' نہ دولت کی منصفانہ تقسیم کی طرف کوئی قدم بڑھے' نہ عوام میں جو ان کی بنیادی ضرورتیں ہیں وہ مناسب قیمت پر اور وافر مقدار میں انہیں فراہم ہوسکیں۔ ہماری ترقی کا انحصار' ہماری ترقی کا حل وہی قابل قبول ہو سکتا ہے جو انصاف پر مبنی ہو' جو غربت کو دور کرنے' روزگار پیدا کرنے اور عوام کی زندگی میں سہولتیں فراہم کرنے سے ہو' اگر یہ نہیں ہے تو حقیقت یہ ہے کہ پھر یہ معاشی پالیسیاں ظلم کا آلہ بن جاتی ہیں۔

ابن مریم ہوا کرے کوئی
میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

جب تک آپ انسانوں کے دکھ کی دوا نہیں کریں گے ۔ آپ کی پالیسیاں غیر موثر اور میری نگاہ میں counter productive رہیں گی۔ یہ ہے وہ صورت حال جس سے ہم دوچار ہیں ۔ جناب والا! میں آپ کا ممنون ہوں اور میں نے کوشش کی ہے کہ اختصار کے ساتھ اپنا کیس آپ کے سامنے اور آپ کے ذریعے قوم کے سامنے رکھوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ' مسٹر محمد اکرم۔

سینیٹر محمد اکرم : شکریہ ۔ جناب چیئرمین! مہنگائی واقعی ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس سے نچلے اور درمیانے درجے کے عوام سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں ۔ مہنگائی صرف پاکستان تک محدود نہیں ہے دنیا کے ہر کونے میں یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اور اس کا جائزہ بدستور لینا پڑتا ہے۔ پہلے اس کا جائزہ لینا ہوگا اور اس کے بعد اس کے حل کی طرف توجہ دینی ہوگی ۔ جناب چیئرمین! میں یہ نہیں کہتا کہ حالات بالکل اطمینان بخش ہیں لیکن میں یہ بھی ضرور کہنا چاہوں گا کہ ہمیں وہ سابقہ حکومتوں کا دور بھی نہیں بھولنا چاہیے جن کی غلط پالیسیوں کے نتائج آج بھی ہم اور ہمارے عوام محسوس کرتے ہیں۔ پچھلی حکومتوں میں حکمران طبقہ بیرونی قرضے لے لے کر اپنی شاہ خرچیاں کرتا رہا اور عام آدمی کے مسائل کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ سابقہ حکمران ہماری آنے والی نسلوں کے مستقبل کو گروی رکھ کر اپنی خواہشات پوری کرتے رہے ۔ بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں کے ساتھ جو معاہدے ہوئے تھے آج تک اس کا impaet ہمارے عوام کے اندر پایا جاتا ہے۔ ملک میں سرمایہ کاری نہ ہونے کے برابر تھی ، ملک کی ترقی کے نام پر بیرونی قرضے اور امداد حاصل کی جاتی تھی اور انہیں ترقیاتی سکیموں پر لگانے کی بجائے غیر پیداواری منصوبوں پر خرچ کیا جاتا رہا ۔ جب معیشت کمزور ہو اور قومی خزانہ خالی ہو جائے تو جناب چیئرمین! مہنگائی کو کس طرح سے روکا جا سکتا ہے۔ ہمارے ہاں مہنگائی کی ایک اور وجہ عالمی منڈیوں میں تیل اور دوسری اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ بھی ہے۔ عالمی منڈیوں میں اتار چڑھاؤ یقیناً ہماری مہنگائی پر اثر کرتا ہے ۔ ہماری حکومت نے مہنگائی کو کنٹرول کرنے اور عام آدمی کو relief دینے کے لیے بے شمار اقدامات اٹھائے ، میں چند کی وضاحت کر دوں گا۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں ، جناب چیئرمین! موجودہ حکومت نے موجودہ بجٹ کو سامنے رکھتے ہوئے کسی قسم کا کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا بلکہ کئی ٹیکسوں میں چھوٹ دی گئی۔ کھاد ، ٹریکٹر ، زرعی مشینری اور کیڑے مار دواؤں کی قیمتوں میں کمی کی گئی ، زرعی شعبے کے ساتھ صنعتی شعبے کو بھی کئی relief دیئے گئے ، جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ کریڈٹ اس گورنمنٹ کو جاتا ہے کہ ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں substantial improvement کی گئی ، اس طرح مہنگائی کو کم کرنے اور لوگوں کو relief دینے کی ایک طرح سے بھرپور کوشش

کی گئی ۔ جناب چیئرمین ! مہنگائی کو کنٹرول کرنا صرف حکومت کا ہی فرض نہیں بلکہ تمام طبقوں کی ذمہ داری بنتی ہے۔ اس سلسلے میں حکومتی اقدامات قابل تحسین ہیں۔ حکومتی کارروائیاں بے اثر ہو کر رہ جاتی ہیں جب کچھ ناجائز منافع خور حکومتی کوششوں کو نقصان پہنچانے میں لگے رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں، میں حکومت سے بھی گزارش کروں گا کہ حکومتی مشینری کو حرکت میں لائیں اور کچھ ایسے مزید steps لئے جائیں جن سے اس کے اوپر اور improvemnt ہو سکے۔

اس کے علاوہ ذخیرہ اندوزوں کے خلاف بھی بھرپور کارروائی کرنے کی ایک مستقل کوشش ہونی چاہیے جو عوام کے مفادات کو تحفظ فراہم کرے۔ جناب! ہمارے اپوزیشن بھائیوں کو حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بات کو بھی تسلیم کرنا چاہیے کہ مہنگائی سابقہ حکومتوں کا ایک تحفہ ہے جسے آج تک قوم بھگت رہی ہے۔ موجودہ حکومت نے اپنی تمام توانائیاں عوام کو سہولت پہنچانے میں صرف کی ہیں۔ سابقہ کسی دور میں ملازمین کو اتنی مراعات اور اضافے نہیں ملے جتنے موجودہ دور میں ملے ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ مہنگائی کو دور کرنے کے لئے ہمیں مل جل کر کام کرنا ہوگا اور اس کے اصل حقائق کی طرف توجہ دینی ہوگی۔ صرف اس طرح سے الزام تراشی نہیں کر دینی چاہیے کہ شاید مہنگائی اسی دور حکومت میں ہوئی پہلے کبھی بھی نہیں تھی، یہ کہنا بالکل غلط ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مہنگائی کے اوپر اس دور حکومت میں جتنے steps لیے گئے ہیں اس سے پہلے کبھی نہیں لیے گئے تھے۔ اس پر میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جی عبداللطیف انصاری۔

سینیٹر عبداللطیف انصاری، جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے چند الفاظ بولنے کا موقع دیا۔ پہلے تو پروفیسر خورشید صاحب نے بڑے خوبصورت دلائل کے ساتھ، facts and figures کے ساتھ اپنی تقریر میں وہ باتیں بیان کیں جو سب آپ کے سامنے ہیں۔ موجودہ حکومت اور ہماری statistics اور State Bank کی رپورٹ سے بالکل ظاہر ہے کہ اسی دوران بے حد مہنگائی بڑھی ہے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ ملک کے اندر مہنگائی کا وجود سیاسی حالات کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب تک ملک کے سیاسی حالات بہتر نہیں ہونگے تب تک

معاشی حالات بہتر نہیں ہو سکتے۔ پاکستان وجود میں اس لئے آیا تھا کہ یہاں پر خوشحالی ہو گی، لوگوں کو اپنے حقوق ملیں گے اور ان کو انصاف ملے گا۔ مگر یہاں پر لوگوں کو نہسیاسی حقوق ملے، نہ کوئی انصاف ملا تو وہاں پر خوشحالی آ ہی نہیں سکتی ہے۔ جس مقصد کے لئے پاکستان بنا تھا وہ مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اندر، ہمارے ملک کے اندر، سیاسی قوتوں نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ عام لوگوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے کیا کیا جائے۔ یہاں جو آئین 56 کا بنا، اس 56 کے آئین میں parity کی بنیاد پر سیاست کو رکھا گیا۔ وہاں پر اکثریت کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ اس وقت East Pakistan اکثریت میں تھا لیکن اس کے باوجود parity دے دی گئی۔ جب باسٹھ کا آئین ایوب خان کا آیا اس میں بھی وہی چیز رکھی گئی۔ میں کہتا ہوں کہ جب آپ لوگوں کو حقوق نہیں دیں گے، جب لوگوں کے ساتھ انصاف نہیں ہوگا تب تک اس ملک میں خوشحالی آ ہی نہیں سکتی۔ خوشحالی کے لئے آپ کو اپنے سیاسی حالات کو بہتر کرنا ہوگا۔ سیاسی حالات اس ملک کے اندر وہ چند قوتیں ہیں جو نہیں چاہتیں کہ بہتر ہوں۔ وہ چاہتی ہیں کہ ملک کے اندر وہی غربت اور بدحالی ہو، یہاں کے لوگ غریب سے غریب تر ہوتے جائیں، امیر سے امیر تر ہوتے جائیں۔ ایوب خان کے دور میں بائیس خاندانوں کا پورے ملک کی دولت پر قبضہ تھا لیکن وہ قبضہ جس کے اوپر ایک جدوجہد چلی، ایک پروگرام دیا، اور وہ پروگرام پاکستان کے غیور عوام نے ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت میں یہ نعرہ دیا کہ ہم اس ملک کے اندر روٹی کپڑا اور مکان کو عام کریں گے یہ نعرہ محض نعرہ نہیں تھا، یہ لوگوں کے دلوں کی آواز تھی جس پر پاکستان کے لوگ پیپلزپارٹی کے پیچھے چلے اور آج بھی پیپلزپارٹی کا ووٹ بنک اسی نعرے کی وجہ سے ہے، آج بھی ملک کے غریب لوگ پیپلزپارٹی سے آس لگائے بیٹھے ہیں کہ کب خوشحالی آتی ہے اور وہ کب اس نعرے کو پایہ تکمیل تک پہنچاتے ہیں لیکن بدقسمتی سے وہی قوتیں پیپلزپارٹی کے آڑے آتی رہیں اور وہ یہ نہیں چاہتیں کہ اس ملک میں خوشحالی آئے۔

جناب عالی! یہاں جو 22 خاندان تھے موجودہ حکومت میں وہ 22 سے بڑھ کر 2022 خاندان بن گئے ہیں، ان لوگوں کے ہاتھ میں آج بھی دولت ہے، آج بھی غریب لوگ غریب تر ہوتے جا رہے ہیں، ان کی مشکلات دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہمارے index یہ بتاتے ہیں کہ خوشحالی آئی ہے تو خوشحالی کے بارے میں آپ غریبوں سے پوچھیں، ملک کی اس

آبادی سے پوچھیں کہ وہاں پر کون سی خوشحالی آئی ہے۔ وہاں پر آج بھی ایسی مائیں ہیں جو اپنے بچوں کو جھوٹی تسلیاں دیتی ہیں کہ ہم تمہیں روٹی دیں گے لیکن وہ روٹی نہیں دے سکتیں' وہ مائیں اپنے بچوں کے ساتھ کنویں میں کود کر خودکشیاں کر رہی ہیں۔ اسے ملک کی بہتری کے حالات کوئی نہیں کہہ سکتا' اسے کوئی نہیں کہے گا کہ ملک میں خوشحالی آئی ہے۔ یہاں پر بیروزگاری اتنی عروج پر ہے کہ باپ اپنے بچوں کو خود قتل کر کے خودکشی کر لیتا ہے' اس لئے کہ اس کے پاس اتنا پیسہ نہیں ہے کہ جس سے وہ خوشحالی لا سکے۔

میں عرض کروں گا کہ اگر یہی ہمارے ملک کے حالات ہوں اور ہم ان ایوانوں میں بیٹھ کر یہ کہیں کہ ہم خوشحالی لے آئے ہیں' ہمارے index اوپر پہنچ چکے ہیں اور ہم یہ کہیں کہ عام لوگوں میں خوشحالی آئے گی تو یہ کہنا قطعاً غلط ہو گا۔ ہم اپنے ملک کے لوگوں سے ساتھ دھوکہ کر رہے ہیں۔ یہاں یہ بڑا ظلم ہوتا ہے کہ اگر کوئی بھی آدمی اس ملک کے غریب لوگوں کو روزگار دلانے کے لئے جدوجہد کرتا ہے تو اس کے آڑے کئی ایسی مثالیں آ جاتی ہیں کہ تعجب ہوتا ہے۔ بےنظیر صاحبہ نے PIA میں ان غریب لوگوں کو ملازمتیں دلائیں اور آج اس وزیر اعظم پر case چل رہا ہے کہ تم نے ملازمتیں کیوں دلائیں۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ یہ ملازمتیں سندھ کے ان لوگوں کو ملیں تھیں جن کا کوٹہ تھا' جن کا حق بنتا تھا' جب ہم کہتے ہیں کہ ہر province کو کوٹے کے مطابق ملازمتیں دی جائیں اور جب اس کوٹے کے تحت ملازمتیں ملتی ہیں تو ملک کی وزیر اعظم کو اس چیز کی سزا دینے کے لئے نیب میں case چلایا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور بدقسمتی کیا ہو سکتی ہے اور آنے والے وقت میں کون چاہے گا کہ ہم عوام کی خدمت کریں۔ یہاں پر میں ایک مثال دوں کہ ترکی میں ایک غریب شاگرد تھا اس کو کینسر کی بیماری تھی' اس کینسر کی بیماری کے علاج کے لئے حکومت نے اسے امریکہ بھیجنے کے لئے جب فیصلہ کیا کہ حکومت کی طرف سے اسے بھیجا جائے تو اس وقت وہاں کا وزیر اعظم پریشان تھا کہ ہم اسے امریکہ نہیں بھیج سکتے' اس وقت ہمارے ملک کا dictator ضیاء الحق وہاں دورے پر تھا' اس نے کہا کہ یہ کیوں پریشان ہیں؟ اگر اسے امریکہ بھیجنا ہے تو میں PIA سے بھیج دیتا ہوں۔ ہمارے ملک میں قانون یہ ہے کہ ایک dictator اپنے طور پر فیصلہ کر سکتا ہے لیکن ملک کا وزیر اعظم اگر اپنی cabinet کی طرف سے کوئی فیصلہ کرے تو اس پر جھوٹے الزامات لگائے جاتے

ہیں اور جھوٹے case بنائے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہم کوئی اپنے ملک کی خدمت نہیں کر رہے، اس سے ہم کوئی اپنے ملک میں خوشحالی نہیں لا رہے، ہم اپنے ملک کے غریب لوگوں کے ساتھ دھوکہ کر رہے ہیں۔ ہم ایسے حالات پیدا کریں کہ جس سے عام لوگوں کو روزگار ملے، عام لوگوں کو انصاف ملے، عام لوگوں کی ترقی ہو، جس سے کہ اس ملک کی ترقی ہو اور یہ ملک خوش اور آباد رہے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین بہت مہربانی۔ یہ ایک بہت اہم issue ہے کہ مہنگائی کو cover کیا جائے۔ پاکستان میں مہنگائی ایک ایسا لفظ ہے کہ جو عام ہے اور لوگ اس سے اتنے پریشان ہیں کہ اس مہنگائی سے ہم کس طرح جان چھڑائیں۔ ہمارے ہمسایہ ممالک میں مہنگائی کی ratio ہم سے بہت کم ہے۔ انہوں نے اپنی چیزوں کی قیمتوں پر مکمل کنٹرول کیا ہوا ہے۔ یہاں پر چونکہ ہم نے چیزوں کی قیمتوں پر کنٹرول نہیں کیا اس لئے مہنگائی بڑھتی جا رہی ہے۔ ایک غریب جس کے چھ بچے ہیں یا جس کے ۸ بچے ہیں تو اگر ان سے آپ پوچھیں، اگر مہینے کے لئے ان کا بجٹ بنایا جائے تو ان کے لئے کیا مشکلات ہیں؟ ان کی تنخواہ اور نکالیں accommodation, transport, health and education allowance بھی ۴ یا ۵ ہزار ہو تو وہ بیچارے اس کو کس طرح cover کر سکیں گے۔

جناب چیئرمین! اس ملک پر جیسا کہ ہمارے دوستوں نے فرمایا کہ ۲۲ خاندان مسلط ہیں۔ یہاں 95 فیصد غریب لوگ رہتے ہیں۔ دیہاتوں میں وہ لوگ رہتے ہیں جن کو سوکھی روٹی بھی کھانے کے لئے میسر نہیں ہے۔ وہ لوگ جو میریٹ ہوٹل میں بڑی بڑی عیاشیوں میں مصروف ہیں۔ آیا یہ ملک ان عیاشیوں کے لئے بنا گیا ہے یا غریب عوام کے لئے بنایا گیا ہے۔ ہم اگر موازنہ کریں تو ہم نے ان غریبوں کو آج تک کیا دیا؟ پاکستان نے کونسی پالیسی بنائی جو کہ عام غریب کو فائدہ پہنچائے؟ ہم نے کوئی بھی پالیسی پاکستان سے مہنگائی ختم کرنے کے لئے نہیں بنائی۔

جناب والا! ہم یہاں منتخب ہوکر اس سینیٹ میں یا نیشنل اسمبلی میں آئے ہیں۔ ہمارے

ووٹر 95 فیصد غریب ہیں۔ انہوں نے ہمیں ووٹ دے کر یہاں بھیجا ہے۔ یہاں ہم نے غربت ختم کرنے کے لئے حکومت کو کونسی پالیسی دی یا حکومت نے ہماری تجاویز پر کس طرح عمل کیا؟ میں کہتا ہوں کہ نشستند گفتند برخاستند ' جو بھی یہاں بات کی جاتی ہے اس پر عمل درآمد ہوتا ہی نہیں ہے۔ جناب والا! اگر یہ حکومت experts سینیٹروں اور قومی اسمبلی کے ممبران پر مشتمل کوئی کمیٹی بنائے جو یہ غور کرے کہ وہ غریب جس کا کوئی روزگار نہیں ہے اور اس کے ۴' ۵ بچے بھی ہیں وہ کس طرح زندگی بسر کر رہا ہے۔ بے روزگاری اتنی زیادہ ہے کہ اگر ایک نائب قاصد کے لئے اخبار میں کوئی اشتہار آتا ہے تو اس کے لئے B.A pass لوگ درخواست دیتے ہیں۔ ایک M.A pass بھی نائب قاصد بھرتی ہونے کے لئے تیار ہے۔ یہ بے روزگاری کا عالم ہے۔ لوگ خود کشی اور خود سوزی پر بھی تیار ہیں۔ ایسے بہت سارے cases ہو چکے ہیں۔ اس ملک میں غریب عوام کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ یہاں آپ دیکھ لیں کہ بیوروکریسی کے لئے کتنی مراعات ہیں؟ گریڈ ۱۵ سے ۲۱ تک افسروں کے لئے بہت زیادہ مراعات ہیں۔ چھوٹے افسر' جونیئر کلرک اور ایک چوکیدار کے لئے جو ۲۴ گھنٹے کام کرتا ہے' اس ملک میں اس کے لئے کوئی مراعات نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو low staff ہے مراعات پر پہلے ان کا حق ہے اس لئے کہ وہ زیادہ کام کرتے ہیں۔ بڑے افسران تو فائل پر صرف آرڈر دیتے ہیں کہ put up. اس کی سمری بناؤ اور یہ فائل مکمل کر کے میری table پر پہنچاؤ تاکہ میں ایک منٹ میں اس کو sign کر کے فارغ کر دوں' لیکن وہ کلرک جو ٹائپ کرتا ہے اور وہ مزدور جو محنت کرتا ہے ان کے لئے ہمارے پاس کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے۔ جو گریڈ ۲۲ کا افسر ہوتا ہے اس کے پاس ۳' ۴ گاڑیاں ہوتی ہیں۔ وہ ۳' ۴ لاکھ ماہانا تنخواہ وصول کرتا ہے۔ ایک یا دو کک اس کے پاس سرکار کی طرف سے ہوتے ہیں اور بہت زیادہ مراعات اس کو حاصل ہوتی ہیں۔ آپ یورپ میں جا کر دیکھیں تو وزیر اعظم کی بھی اتنی مراعات نہیں ہوتیں۔ وہاں پر مزدور کا گھر اور وزیر اعظم کا گھر ایک جیسا ہوتا ہے' لیکن یہاں پر وزیر اعظم' صدر اور ایک وفاقی وزیر کی کتنی مراعات ہیں؟ ایک عام ملازم یا مزدور کے لئے کوئی مراعات نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس حکومت کو چاہیے کہ یہ مہنگائی جو روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اس پر توجہ دے۔

جناب والا! میں ایک مثال دیتا ہوں کہ آپ سعودی عرب جائیں۔ اگر کوئی دس سال

پہلے گیا ہے تو پیپسی کا ڈبہ پہلے بھی ایک ریال میں تھا اور اب بھی ایک ہی ریال میں ملتا ہے۔ اگر پانی کی بوتل پہلے ایک ریال میں ملتی تھی تو اب بھی ایک ریال میں ملے گی، لیکن پاکستان میں تین سال پہلے چینی کی کیا قیمت تھی اور گھی کی کیا قیمت تھی؟ آج ہم موازنہ کریں تو اس کی قیمت کیا ہے؟ کیا اس ملک کے 95% غریبوں کو پاکستان میں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے؟

جناب چیئرمین! وہ اس ملک میں رہتے ہوئے اپنے بچوں کو تعلیم بھی نہیں دے سکتے ہیں۔ وہ بے تعلیم ہیں۔ آپ دیہاتوں میں جائیں، آپ کا تعلق بھی جیکب آباد سے ہے، مکران، سندھ، بلوچستان اور پنجاب کے دیہاتوں میں جائیں، وہاں سکول بھی نہیں ہیں۔ تین سو، چھ سو گھر ہیں، وہاں پڑھنے کے لئے کوئی سایہ بھی نہیں ہے۔ وہاں اگر کرسیاں ہیں تو استاد نہیں ہیں۔ اگر استاد ہیں تو بلڈنگ نہیں ہے۔ اس ملک میں وہ غریب رہتا ہے۔ کیا اس لئے ان کے ساتھ زیادتی ہے کہ وہ غریب ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کو غریب پیدا کیا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی کارکردگی ناقص ہے۔ پچپن سال سے ہم نے اس ملک میں غریبوں کے لئے کوئی پالیسی نہیں دی ہے۔ ہم نے جو بھی planning کی اور جو یہ کرنے والے ہیں وہ airconditioned کمروں میں بیٹھ کر 95% غریبوں کی تقدیر کا فیصلہ کرتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ دیہاتوں میں جائیں اور پھر یہاں آکر فیصلہ کریں کہ غربت اور مہنگائی کا کیا عالم ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ دونوں اطراف میں بیٹھے بھائیوں کو یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ اگر ہم 95% غریبوں کو مہنگائی اور ان کی غربت ختم کرنے کے لئے کوئی relief نہیں دے سکتے تو پھر ہمیں سیاست سے resign کرنا چاہیے۔ ہم ان 95% لوگوں کی نمائندگی کا حق ادا نہیں کر رہے۔ ہم ادھر صرف TA-DA کے لئے آتے ہیں۔ اگر یہی مقصد ہے تو پھر وہ اللہ کے حضور ہمارے خلاف بد دعائیں کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمیں صوبائی، قومی اسمبلی اور سینیٹ میں بھیجا ہے لیکن وہ ہمارے لئے کیا کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! تمام غریبوں کی نظریں ہم پر لگی ہوئی ہیں۔ اس لئے میری تجویز ہے کہ اگر متفقہ طور پر ایک کمیٹی بنائیں اور اس کو تین ماہ کا وقت دیا جائے کہ وہ باقاعدہ سروے کرے اور پڑوسی ممالک کے ریٹس کا بھی مطالعہ کرے اور یہاں کی قیمتوں کا موازنہ کرے۔

جناب چیئرمین! یہ بہت اہم issue ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مہنگائی اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے کہ پہلے کچھ لوگ سالن بنا لیتے تھے لیکن اب چٹنی پر گزر کر رہے ہیں۔ مہینہ مہینہ غریب لوگ

آدھا کلو گوشت تک نہیں لے سکتے۔

جناب چیئرمین، وقت کا ذرا خیال رکھئیے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، بس جناب! میں ختم کرنے والا ہوں ۔ میری تمام ممبروں سے درخواست ہے کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے ' اس پر ایک کمیٹی بنائی جائے ۔ یہ کمیٹی صدر اور وزیر اعظم سے ملے اور قیمتوں پر کنٹرول اور استحکام پیدا کرائے اور غریبوں کے لئے relief پیدا کرے اور خصوصی پالیسی بنائے۔ جناب یورپ میں ساٹھ سے اوپر والوں کے لئے ایک گزارہ الاؤنس کا رواج ہے ۔ بے روزگاری الاؤنس بھی وہاں دیا جاتا ہے۔جب اس ملک میں روزگار نہیں ہے تو اس ملک میں بھی حکومت ایسی پالیسی اور منصوبہ بنائے تاکہ بے روزگاروں کو کھپایا جائے اور خودکشی سے بچایا جائے۔ آخر میں سب سے اپیل کرتا ہوں کہ غریبوں کے لئے کوئی relief دیا جائے اور بہتر منصوبہ بندی اس ضمن میں کی جائے۔Thank you very much.

Mr. Chairman: Mr. Enver Baig.

Senator Muhammad Enver Baig: Mr. Chairman, Iwould like to start from where my honourable colleague finished.

Mr. Chairman: Your neighbour also.

Senator Muhammad Enver Baig: Well, yes, I am afraid of him

because its design is not good. کر دیں change اگر ہو سکے تو میری کرسی

Anyhow...

Sir, he mentioned in the last remarks about the suicides people committing in Pakistan for economic reasons. Sir, I just like to inform you Mr. Chairman, that last year until June this year, about 570 people committed suicides for economic reasons and since then up to date

another 125 people have committed suicide. If the Government is claiming that the economy is moving, unfortunately, nothing is moving, the prices are rising by the day and there has been no major foreign investment in the country over the last couple of years. The poverty has increased according to the World Bank report, according to the State Bank of Pakistan which Prof. Khurshid has also mentioned, therefore if the government claims that the economy is working and costs are being controlled, I think it is a false statement, it is just to hoodwink the people and the poor people of Pakistan. Sir, I feel that in order to create jobs, control prices, I think what the government needs to do is to control the deteriorating law and order in the country which today is at its peak and internationally, Pakistan today unfortunately, is known as a fundie country. Every second day we come out with a statement that so many *Alqaida* people have been arrested in one place or the other, news splashes around the world, please tell me that by these kinds of reports which foreign company or an investor would come into this country to invest. So, obviously the local businessmen are only interested in making quick bucks at the stock exchange. In Karachi, Mr. Chairman, I would like to tell you that there are only 20 families or 20 groups who are making millions and millions of Rupees at the Karachi Stock Exchange. There is no investment coming down in shape of industry. There are no jobs being created.

مہنگائی بڑھتی جا رہی ہے۔

I would just like to give you the costs of certain prices

اس سے آپ کو اندازہ ہو گا کہ

what kind of prices are prevailing in the market today and let me remind you Mr. Chairman that the minimum wage rate in this country is 2500. Let us for argument sake take a man earning about 10 thousand rupees a month with a wife and four children, a rented house, his education, health care and I will just give you a brief rundown of the costs which are prevailing in the market today.. Atta 20 kilos Rs. 235, Sugar from 20 to 22 Rupees. Ghee Rs. 395 for 5 kilos. Milk 25 Rupees a kilo.

چنے کی دال 38 روپے، مونگ کی دال 30 روپے، ماش 44 روپے، لوبیا 36 مسور 40

now these are basic Dal prices

a family of five or six how can he afford to feed his children آپ اندازہ کریں

وہ کیا کرے گا ان پیسوں میں----

He will probably kill children and then finally kill himself.

اب میں سبزیوں کے نرخ بتاتا ہوں۔ بھنڈی 28 روپے، پیاز ایک سو روپے کی پانچ کلو، ٹماٹر 30 روپے فی کلو۔ کریلا چالیس روپے، توری پچیس روپے، ہری مرچیں 80 روپے کلو، آلو ایک سو بیس روپے کے پانچ کلو، ادرک ایک سو روپے فی کلو، لال مرچیں اسی روپے فی کلو، انڈے چونتیس روپے فی درجن۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ ان بڑھتی ہوئی قیمتوں کے پیش نظر ایک دس یا بارہ ہزار روپے لینے والا

how does he maintain himself. Sir, I am trying to prove that even a man drawing ten thousand rupees a month I don't know how he meets his end.

I would just like to request the honourable Finance Minister

وہ بجٹ تو پیش کر کے چلے جاتے ہیں، وہ آ کر ان لوگوں کا بجٹ بنائیں کبھی جمعہ بازار جائیں، اتوار بازار جائیں وہاں جا کر لوگوں سے پوچھیں کہ مہنگائی کا عالم کیا ہے - جناب air conditioned offices میں مارگلہ پہاڑیوں کو دیکھ کر جو بجٹ بنتا ہے تو پھر یہی حال ہوتا

So, I feel that the government has totally failed in controlling the ہے۔

rising prices. Nobody is interested as far as the poor man is concerned.

آپ جناب ! حیدر آباد کی ایک مثال لے لیں about over 50 poor died because of

جناب ! مجھے آپ بتائیں کوئی ایک آدمی arrest ہوا ہے، کوئی drinking gutter water.

suspend ہوا ہے، کوئی enquiry ہوئی ہے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ یہ غریب لوگ کل مرے ہیں یا

آج مر رہے ہیں ہمیں کیا ہے۔ جناب ! کہنے کا مقصد ہے for God's sake, it is time that

the government should concentrate on the price hike and unfortunately

sir, اگر یہ price hike control نہ ہوئی تو

I don't think sir, we are on the road of prosperity, we will have more problems. We will have more economic suicides and eventually we will end with the civil war. We are heading for that. For God's sake please improve law and order, get foreign investors into the country and control the price hike that is the most important thing today which we are facing in this country. Thank you sir.

جناب چیئرمین، جناب لیاقت علی بنگزئی۔

سینیٹر حاجی لیاقت علی بنگزئی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب ! سب سے پہلا مقرر میں ہی تھا اور درمیان میں عراق کا مسئلہ آ گیا تو بات جہاں سے ٹوٹی تھی وہاں سے شروع کروں گا۔ آج سے دو، تین عشرے پہلے جو پاکستان میں ایک نعرہ لگا تھا، روٹی، کپڑا اور مکان، میں انتہائی معذرت کے ساتھ اس میں اپنے خیالات کے تناظر میں پانی کا بھی اضافہ کروں گا۔ آج کے انسان کو نہ صرف روٹی، کپڑا اور مکان چاہیے بلکہ جیسے بیگ صاحب نے فرمایا کہ ہمیں پانی بھی چاہیے۔ حیدر آباد کا واقعہ تازہ ترین واقعہ ہے جس میں گٹر کے پانی سے 35 افراد جان بحق ہو گئے۔ یہ تو شہر میں ہونے والا واقعہ ہے جس کو TV and Press coverage بھی ملی لیکن جناب چیئرمین صاحب ! ہمارے ہاں بلوچستان میں وہ بہت خوش نصیب ہیں جن کو چھ، چھ مہینے

کے بعد تازہ پانی کا ایک گلاس ملتا ہے۔ اس بات کی گواہی کے لئے میرے ساتھ یہاں ایسے بھی دوست ہوں گے جو بخوشی اس بات کی گواہی دیں گے کہ واقعی جو میں کہہ رہا ہوں' یہی سچ ہے اور یہی حق ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! مہنگائی میں اضافے کے کئی عناصر ہوتے ہیں لیکن سب سے بڑا عنصر جو اس میں شامل ہے وہ نرخوں کے check and balance کا نظام ہے۔ ہمارے ہاں بدقسمتی سے جب بھی نرخ بڑھتے ہیں تو وہ روپوں کی شکل میں بڑھتے ہیں اور جب ہر کئی دن کے بعد نرخ کم ہوتے ہیں تو وہ پیسے کی شکل میں گھٹتے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! لطیفہ تو یہ ہے کہ پورے پاکستان میں ایک پیسے سے لے کر پچاس پیسے تک کا کوئی ایک سکہ بھی گردش میں نہیں ہے۔ اگر میں کسی دکاندار سے کوئی چیز لے لیتا ہوں اور اس پر لکھا ہوا ہے چوبیس روپے ستائیس پیسے۔ اب یا تو مجھے ستائیس پیسے چھوڑنے پڑیں گے' اور پچیس روپے دے دوں گا یا پھر دکاندار کو چوبیس روپے لینے پڑیں گے۔ اب یہ سسٹم جو انہوں نے introduce کیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ چوری چھپے عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ایک قدم ہے۔ اس practice کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ اس سے نہ صرف ہماری جیبوں پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے بلکہ ہمارے جو ملازمت پیشہ لوگ ہیں ان کی تنخواہوں پر بھی اسی طرح ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے۔ اعداد و شمار کی بھول بھلیوں میں اگر ہم دیکھیں تو ہمیں جو معیشت ملی ہے وہ ایک صحت مند معیشت ہے لیکن جناب چیئرمین صاحب! جیسے کہ کہنے والے نے کہہ دیا

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش۔ و انداز قدر نہ می شناسم

ترجمہ: آپ جو بھی کپڑے پہن کر' جو بھی نقاب پہن کر آئیں' اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا' آپ کا جو قد کاٹھ ہے اور جو آپ کا چلنے کا انداز ہے' اس سے میں پہچان لیتا ہوں۔

اعداد و شمار کی بھول بھلیوں میں قوم کو تو آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری معیشت ایک صحتمند معیشت بن چکی ہے اور ہمارے ذخائر billions سے trillions تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے لیکن جو زمینی حقائق ہیں' وہ اس کے بالکل متضاد ہیں اور جو چیخ چیخ کر یہ گواہی دے رہے ہیں کہ لوگ معیشت کے disbalance ہونے کی وجہ سے خودکشیوں پر مجبور ہو رہے ہیں۔

ایک حالیہ واقعہ ہے' ایک ماں نے' اب مجھے اس نہر کا نام یاد نہیں آ رہا' پنجاب میں کسی جگہ کوئی نہر ہے' اپنے چھ معصوم بچوں کو نہر میں پھینک دیا اور اس کے بعد خود بھی اس نے خودکشی کی۔ اس کے گھر سے ایک چٹھی برآمد ہوئی جس میں لکھا ہوا تھا کہ ہم چھ دن سے بھوکے ہیں۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ ایک ایسے ملک میں جس کے ذخائر اربوں ڈالر میں ہیں' عام لوگوں کی زندگی یہ ہے کہ چھ چھ بچوں سمیت خودکشی کر رہے ہیں۔ یہ نہ صرف مقام افسوس ہے بلکہ رونے کا مقام ہے۔

جناب چیئرمین! روٹی' کپڑا اور مکان تو اپنی جگہ ایک ضرورت ہے لیکن اب لوگوں کی عزت نفس کو اس حد تک مجروح کیا جا رہا ہے کہ آئے دن مدارس پر چھاپے مارے جا رہے ہیں اور اسی ایوان میں تصاویر دکھائی جاتی ہیں کہ دیکھیں جی! یہ خواتین ہیں اور ان کے ہاتھوں میں ڈنڈے ہیں۔ کیا خواتین کے ہاتھوں میں ڈنڈے ہونا کوئی قیامت ہے؟ وہ مدارس بھی تو خواتین کے ہی ہیں اور وہاں جا کر جب آپ کی فوج یا پولیس یا آپ کی انتظامیہ چھاپہ مارتی ہے تو کیا وہ بچیاں جو سولہ سال کی ہیں' پندرہ سال کی ہیں' چار سال کی ہیں' چھ سال کی ہیں' ان کی اس انداز میں بے عزتی اور ان پر لاٹھی چارج کرنا جائز ہے اور دفاع میں صرف یہ کہنا کہ جی ان کے پاس لاٹھی بردار فوج ہے' میں تو سمجھتا ہوں کہ عزت نفس کو مجروح کرنے کے ساتھ ساتھ طلبہ اور طالبات کو ہراساں کر کے اس طرح تذلیل کا نشانہ بنانا ایک اسلامی مملکت کا وطیرہ نہیں رہا ہے۔ ہم نے ویسے تو کئی بدعہدیاں کی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں سب سے بڑی بدعہدی جو ہم نے کی ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے یہ ملک حاصل کیا تھا "لا الہ الا اللہ" کے نام پر لیکن آج انہی لوگوں کے لیے ہم ذلت اور رسوائی کا سامان پیدا کر رہے ہیں جو یہی کلمہ پڑھتے ہیں۔ آج ہم ان کو مکان کی جگہ قبرستان پہنچا رہے ہیں' روٹی کی جگہ ہم ان کو گولی کھلا رہے ہیں' کپڑے کی جگہ ہم ان کو کفن پہنا رہے ہیں۔ اگر ہم اس ملک کو ایک فلاحی ریاست بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے لوگوں کے بنیادی مسائل کو حل کرنا ہوگا۔ یہ تو آپ بھی سمجھتے ہیں اور میں بھی سمجھتا ہوں' پوری دنیا سمجھتی ہے کہ ہم کس کے agenda پر عمل کر رہے ہیں۔ ہمارا اپنا کوئی agenda نہیں ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایک فلاحی مملکت اور ریاست کی طرف گامزن ہو جائیں اور سب سے پہلے اہم issu اس وقت' مہنگائی ہے اور اس مہنگائی کی بیخ کنی کے لیے ہم کم از کم یہ کریں کہ یہ جو

پندرہ روزہ بجٹ ہے تیل کی قیمتوں میں بڑھوتری کی شکل میں' اس کو فوری طور پر بند کیا جائے اور اس کے علاوہ گھی' چینی اور پیاز وغیرہ جو روز مرہ کے استعمال کی چیزیں ہیں' ان کی قیمتوں پر control کیا جائے۔ یہ باتیں ایسے ہی ہماری طرف سے نہیں ہو رہی ہیں۔ جب ہم عام لوگوں کے درمیان جا کر دیکھتے ہیں تو واقعی ان کا رونا یہی ہے' وہ دو دو' تین تین' دن فاقہ کرتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی فاقے کراتے ہیں۔ 15 کروڑ کی آبادی کوئی زیادہ نہیں ہوتی۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اتنے وسائل دیے ہیں کہ اگر ہم ان وسائل کو صحیح طور پر استعمال کریں تو ہمارے مسائل انشاء اللہ حل ہو جائیں گے۔

اس کے علاوہ جناب چیئرمین! ہمارے ایک وزیر صاحب نے کہا کہ نرخ بڑھتے رہتے تھے' کم نہیں ہوتے تھے۔ اب اگر آپ نے ایک موٹر کار کی قیمت 10 لاکھ روپے سے 9 لاکھ روپے کی تو اس سے وہ بیچارے جو بھوکے مر رہے ہیں ان کی زندگیوں پر کیا اثر پڑے گا۔ اب ایک کار دس لاکھ میں فروخت ہو رہی ہے اور آپ order جاری کر دیں کہ جی اس کو نو لاکھ کرنا ہے۔ اس نولاکھ کرنے سے نہ اس کا پیٹ بھرے گا' نہ اس کی صحت کے لیے کوئی دوائی ملے گی' نہ اس کے بچے کو تعلیم ملے گی۔ یہ تو امیر ممالک کے فیصلے ہیں۔ وہاں زیب دیتے ہیں۔ ہمیں کم ازکم یہ زیب نہیں دیتا کہ ایک کار جو پہلے دس لاکھ کی تھی اب ہم نے نو لاکھ کی کر دی ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! میں اسی کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرنا چاہتا ہوں۔ اب ہمیں خطرہ تو یہ ہے کہ سانس لینے کے لیے بھی ہمیں ٹیکس دینا پڑے گا۔ میں اپنے وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے جو بجٹ دیا' اس بجٹ پر صحیح طور پر عمل درآمد کرائیں تاکہ لوگوں کو کم از کم مہنگائی کے جن سے نجات ملے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین، ممتاز بی بی صاحبہ۔

سینیٹر ممتاز بی بی، آج عوام کا سب سے بڑا مسئلہ مہنگائی ہے' اس پر صرف ہمدردانہ غور نہیں بلکہ عوام کو زندہ رہنے کا حق دینے کے لیے عملی قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ ہر حکومت یہ دعویٰ کرتی رہی کہ وہ مہنگائی پر کنٹرول کرے گی لیکن مہنگائی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ گزشتہ ستاون سالوں میں سو سے دو سو پچاس گنا قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ اس مہنگائی نے

غریب کو غریب تر کر دیا اور غربت میں بہت سی برائیوں نے جنم لیا مثلاً چوری، ڈاکہ زنی، گداگری، منشیات اور سب سے بڑھ کر خودکشی کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

آج اس دور میں مالک مکان یا مالک دکان اپنے کرایہ داروں سے کرایہ وصول نہیں کر سکتا۔ دکاندار اپنی جگہ رو رہا ہے کہ میری بکری نہیں ہو رہی ہے اور مالک مکان رو رہا ہے کہ کرایہ نہیں مل رہا۔ دنیا کے ہر ملک میں مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لیے موثر ادارے ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں بھی ادارے موجود ہیں۔ جب مہنگائی پر کنٹرول نہیں ہوتا تو ان اداروں کا کیا کردار ہے؟ مہنگائی میں اضافے سے غربت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ Economic Survey of Pakistan and Social Development Centre کی رپورٹوں کے مطابق پاکستان میں دو عشروں کے دوران غریبوں کی تعداد میں چار گنا اضافہ ہوا ہے۔ اس وقت پاکستان میں 47 million سے بھی زیادہ غریب لوگ رہتے ہیں۔ دنیا کے اکثر ملکوں میں افراط زر اور مہنگائی میں اضافے کے مطابق wages میں بھی اضافہ کیا جاتا ہے مگر ہمارے ہاں ایسا نہیں ہوتا جس کی وجہ سے غریبوں کا گزارا بڑی مشکل سے ہوتا ہے۔

دنیا بھر میں خواتین کی تنظیمیں قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لیے موثر کردار ادا کرتی ہیں مگر پاکستان میں ایسی موثر تنظیمیں نہیں ہیں۔ پاکستان کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ یہاں ٹیکسوں کی تعداد اور شرح بہت زیادہ ہے۔ ان ٹیکسوں کی realization کرنے سے مہنگائی کنٹرول کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ عالمی مالیاتی اداروں کے کہنے پر بھی بجلی گیس اور دیگر یوٹیلٹی بلوں کے نرخوں میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اس بات کا خیال رکھا جانا چاہیے کہ ملک کی اکثر آبادی غریب لوگوں کی ہے۔

دنیا بھر میں قومی اور مذہبی تہواروں پر چیزیں سستی ہو جاتی ہیں لیکن پاکستان میں ایسے تہواروں اور خصوصاً رمضان المبارک میں مہنگائی آسمان سے باتیں کرتی ہے۔ ذخیرہ اندوزی مہنگائی کا ایک اہم سبب ہے۔ ذخیرہ اندوزی کے خلاف ہمارے ملک میں کارروائی ہونی چاہیے۔ مہنگائی کے ساتھ ساتھ معیار اور کوالٹی کی بھی کوئی ضمانت نہیں ہوتی۔ کوالٹی کنٹرول اداروں کو ایمانداری کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔ ہر item No.2 مال ملتا ہے۔ لوگ انسانی زندگیوں سے کھیلتے ہیں اور کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ ہے۔ دوائیوں میں No.2 دوائیں دی جاتی ہیں جس سے انسانی

زندگی کا بہت زیادہ خسارہ ہوتا ہے۔

تعلیم کے میدان میں کہا جاتا ہے کہ تعلیم کو عام کیا جائے لیکن تعلیم آج کے دور میں جتنی مہنگی ہے اتنی کبھی نہیں تھی۔ پرائمری سے لے کر ہائی سیکشن تک یہ کہا جاتا ہے کہ تعلیم free ہے لیکن ان غریبوں سے پوچھئے کہ کہاں یہ تعلیم free کی گئی ہے۔ لیکن اعلیٰ تعلیم کے لئے میٹرک کے بعد بچوں اور بچیوں کا داخلہ اس قدر مشکل کر دیا گیا ہے کہ بچے اور ان کے والدین داخلوں کے لئے سخت پریشانی کے عالم میں ہیں۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے FSc کے بعد کتنی قسم کے کالج ہیں، ادارے ہیں، وہاں سے بچے پانچ پانچ سو کے فارم لیتے ہیں لیکن entry test میں رہ جاتے ہیں۔ اس بات پر ہمدردانہ غور کیا جانا چاہیے کہ ایسے بچے جو 900 اور 800 کے درمیان نمبر لیتے ہیں، انہیں اعلیٰ تعلیمی اداروں میں داخلہ ملنا چاہیے۔ technical تعلیم میں انہیں ضرور داخلہ دینا چاہیے تاکہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد اگر انہیں گورنمنٹ کی ملازمت نہیں ملتی ہے تو وہ اپنا کاروبار کر سکیں۔ مہنگائی کے ساتھ سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے۔ اگر غریب طالب علم جو میٹرک F.A یا B.A pass ہیں، ان کو ملازمتیں ملتی رہیں تو پھر اس قدر مہنگائی نہیں ہوگی اور نہ یہ رونا رویا جائے گا۔ غریب والدین بڑی مشکل سے اپنے بچوں کو تعلیم دلواتے ہیں۔ وہ اس غرض سے تعلیم دلواتے ہیں کہ ان کے بچے پڑھ کر کوئی ملازمت اختیار کر لیں گے اور ان کا روزگار چلنا شروع ہو جائے گا۔ جناب والا! میں بس اسی پر اپنی تقریر ختم کرتی ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں بڑے دکھ کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ ایک بڑے اہم معاشی مسئلہ پر گفتگو ہو رہی ہے لیکن کوئی ایسا وزیر جو معاشی شعبے سے تعلق رکھتا ہوں، یہاں موجود نہیں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ محترم وزیر خزانہ عروس وزارت عظمیٰ کے انتظار میں مائیاں میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن اور وزراء تو یہاں موجود ہونے چاہئیں۔ مجھے پتا نہیں ہے کہ جو باتیں یہاں کہی جا رہی ہیں، حکومت ان کا کیا نوٹس لے رہی ہے۔ اس لئے یہاں جو وزرا موجود ہیں، ان میں میرے ایک بھائی وزیر صحت ہیں جن کی میں ذاتی طور پر بہت عزت کرتا ہوں لیکن مجھے یہاں کوئی notes لیتا ہوا دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ میرے خیال میں یہ ذرا محل

نظر ہے۔ خاص طور پر گورنمنٹ پارٹی کو سینیٹ کی discussion کے بارے میں اتنا conscious ہونا چاہیے کہ جو نکات یہاں اٹھائے جائیں، ان کا نوٹس لیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: آپ کی بات بڑی valid ہے۔ یہ بھی note لے رہے ہیں اور ان کے محکمے کے لوگ بھی موجود ہوں گے جو note کر رہے ہوں گے۔ ہم بھی اسے follow up کریں گے اور Leader of the House will follow this and it is undoubtedly a very important matter. اورانشاء اللہ یہ پوری توجہ کے ساتھ concern محکموں کو deliver ہوں گے۔ اس میں آپ تسلی رکھیئے۔ جناب محمد حسین خان صاحب۔

سینیٹر سید محمد حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔ لوگ کہتے ہیں کہ مہنگائی آسمان سے باتیں کرتی ہے۔ میں FATA سے تعلق رکھتا ہوں، وہاں تو مہنگائی کا یہ حال ہے کہ زیادہ تکبر اور غرور کی وجہ سے وہ آسمان سے بھی بات کرنے کو تیار نہیں ہے۔ قبائلیوں کو ہر قسم کی مراعات سے محروم رکھا گیا ہے۔ جمہوریت سے دور رکھا گیا ہے۔ وہاں بلدیاتی انتخابات نہیں ہوتے ہیں۔ صوبائی انتخابات وہاں نہیں ہونے دیے جاتے۔ ان کے منہ پر ہاتھ رکھا جا رہا ہے اور ایک بوری آٹا، ایک ٹین گھی اور ایک چینی کے تھیلے پر بھی سو سے دو سو روپیہ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ جب ہم پوچھتے ہیں کہ یہ ظلم کیوں ہے؟ جناب والا! دوسرے اضلاع میں یہ ٹیکس نہیں ہے۔ وہاں گھی پر ٹیکس نہیں ہے۔ آٹے پر نہیں ہے۔ یہاں پر کیوں ٹیکس ہے تو کہا جاتا ہے کہ ہم نے آپ کو بجلی فراہم کی ہے۔ جناب والا! وہاں 90% علاقے میں بجلی نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ ہم آپ کو مواجب دیتے ہیں۔ مواجبی نظام انگریز کا ایک نظام ہے جس میں ہر سال جون کے مہینے میں کسی کو دس روپے، کسی کو پچاس روپے، کسی کو سو روپے دیتے ہیں کہ یہ آپ کی لونگی ہے، آپ کا مواجب ہے ہم اسی سے پورا کرتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ پورے خاندان میں صرف ایک فرد کو سال میں پچاس روپے دینا اور اس کے عوض فی بوری دو سو روپے ٹیکس لگانا، فی ٹین سو روپے، دو سو روپے ٹیکس لگانا، فی تھیلا چینی سو روپے ٹیکس لگانا یہ کہاں کا انصاف ہے۔ پھر جب ہم پاسپورٹ بناتے ہیں تو ہم سے یہ ٹیکس لیتے ہیں جو اس کی اصل فیس ہے اس کے علاوہ ہم سے مزید دو ہزار روپے، تین ہزار روپے لیتے ہیں۔

شناختی کارڈ کا مسئلہ ہے وہاں بھی ہم سے ٹیکس لیا جا رہا ہے ۔ اگر ہم کہیں کہ قبائلیوں کی طرف توجہ دیں ، کارخانے لگائیں تو ہمیں جواب ملتا ہے کہ وہاں میٹیریل پر بہت زیادہ خرچ آتا ہے ہم وہاں کارخانے لگانے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔

جناب والا! صوبہ سرحد والے اور پنجاب والے گندم اور آٹے پر لڑ رہے ہیں ۔ فاٹا میں گندم ہے نہ آٹا ہے ، لوگ بھوک سے مر رہے ہیں ۔ یقیناً ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے ۔ یہ ظلم کی وجہ سے ، بے انصافی کی وجہ سے ہو رہا ہے ۔ جہاں ظلم زیادہ ہو ، انصاف نہ ہو ، وہاں کوئی چیز بھی کنٹرول میں نہیں ہوتی ۔

جناب ! اسلام آباد کا مسئلہ دیکھیں ۔ 17 اگست کی رات کو جب ایک مدرسے جامعہ حفصہ ، جامعہ فریدیہ پر پولیس نے چھاپہ مارا ، چادر اور چاردیواری کے تقدس کو پامال کیا ، اور زبردستی چوکیدار سے بندوق چھین لی اور اخبار میں بیان دیتے ہیں کہ ہم نے بندوق برآمد کر لی ہے ۔ میں کہتا ہوں جو بندوق پولیس والوں نے لی ہے اس بندوق کا لائسنس میرے پاس موجود ہے ۔ یہ مجھے انہوں نے دیا ہے ۔ یہ اس کی فوٹو کاپی ہے ۔ آپ انصاف کریں یہ ظلم ہے یا انصاف ۔ آپ فیصلہ کریں ۔ جہاں خود حکومت نے اجازت دی ہے اور لائسنس مہیا کیا ہے وہاں یہ ظلم ہو رہا ہے ۔ وہی لائسنس شدہ بندوق چوکیدار کے ہاتھ سے چھینی جا رہی ہے اور نمبر بنانے کے لئے کہتے ہیں کہ ہم نے بندوق برآمد کی ہے ۔

جناب والا! وزیر داخلہ صاحب نے ایک تصویر یہاں ایوان میں دکھائی تھی اور انہوں نے کہا کہ یہ دیکھیں یہاں خواتین کو ڈنڈا بازی سکھائی جا رہی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ جب آپ حملہ آور ہوتے ہیں تو ہم ڈنڈے نہ دکھائیں ، آپ کی پٹائی نہ کریں تو اور کیا آپ کو پھول پہنائیں ؟ ہم پھر بھی ان کو ڈنڈے دکھائیں گے ، پھر بھی ہم ان کی پٹائی کریں گے ، جب یہ آئیں گے تو ہم انشاء اللہ ان کا ڈنڈوں سے استقبال کریں گے ۔ آج میں نے اخبار میں ایک خبر پڑھی ہے ۔ افسوس کی بات ہے ۔ یہ مسلمانوں کا ملک ہے ، اسلام کے نام پر بنا ہے ۔ اخبار میں لکھا ہے کہ سی ڈی اے والوں نے فیصلہ کیا ہے اور پرانا نقشہ نکالا ہے اور کہا ہے کہ یہ تجاوزات میں آتا ہے ۔ جامعہ فریدیہ اور جامعہ حفصہ کی مزید عمارت منہدم کریں گے ۔ ایسے فیصلے پر حکومت شرم کرے ، یہ ملک اسلام کے نام پر بنا ہے ۔ اگر کوئی بلڈوزر والا آئے گا ، کوئی فوجی آئے گا یا کوئی پولیس

والا آئے گا اور مدرسے کو مسمار کرنے کی کوشش کرے گا ہم انشاء اللہ اس کا مقابلہ کریں گے اور بلڈوزر ہماری لاشوں پر سے گزرے گا۔

جناب والا! بچوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ بیچارے رو رہے ہیں کہ ہم کہاں جائیں۔ ہمارے مدرسے کو مسمار کیا جا رہا ہے۔ ہمارے گھروں کو مسمار کیا جا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں حکومت خبردار ہو جائے۔ جنہوں نے بھی مدارس کو چھیڑا ہے ان کی میعاد بہت کم رہی ہے۔ ان کا خاتمہ بہت جلد ہوا ہے۔ یہ سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔ میں ان کے لئے صرف اتنا کہتا ہوں کہ۔

نہ چھیڑ دردمندوں کو، نہ جانے دل سے کیا نکلے

برا نکلے، بھلا نکلے، نہ جانے بدعا نکلے

Mr. Chairman: Thank you. That concludes the speakers, any other business you would like to transit, it should be prorogued. Thank you very much. Now, I read the prorogation order.

" In exercise of the power conferred by Clause 3 of Article 54 read with Article 61 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its sitting on Tuesday the 24th of August, 2004. "

Sd/-

(Mohammedmian Soomro)

Chairman,

Senate of Pakistan.

[The House then prorogued sine die]